رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۱)

رجسٹرڈ انگلیشہ نمبر (۱)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

مملکت

ہفتہ وار

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ
سالانہ ۵
ششماہی ۳
سہ ماہی .... عہ/

شرح چندہ
سالانہ ۵
ششماہی ۳
سہ ماہی .... عہ/

قیمت فی پرچہ (۲/)

قیمت پرانا پرچہ (۴/)

جلد (۲) | ۲۲ بہمن سنہ ۱۳۵۲ ف | ۱۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۶۱ ھ | ۲۶ ڈسمبر سنہ ۱۹۴۲ء شنبہ | نمبر (۳۷)

غیر جماعتی کانفرنس

مفاہمت کی ایک اور کوشش

چند عارضی تجاویز

سیاست داں اپنے خیالات کے اظہار یا اخفا کے لئے جو مبہم اصطلاحات استعمال کرتے ہیں ان میں سب سے زیادہ اہم فارمولا کی اصطلاح ہے۔ جب کوئی مقصد پورا نہ ہو یا جب کوئی قابل قبول اور قابل عمل اسکیم مرتب نہ ہو سکے تو اس وقت ایک فارمولا کی تلاش ہوتی ہے۔ فارمولا کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک فارمولا دو مختلف قسم کے اشخاص کو متحد کرنے کے لئے ہوتا ہے اور ایک فارمولا آئندہ مباحث کی بنیاد کے طور پر مرتب کیا جاتا ہے تاکہ کوئی حل دریافت ہو سکے۔

اس قسم کا ایک فارمولا مرتب کرنے کے لئے مختلف خیال اور پارٹی کے قائدین الہ آباد میں جمع ہوئے تھے۔ اس سلسلہ میں پہلی چیز جو ذہن نشین رکھنی چاہئے یہ ہے کہ الہ آباد کے ان مباحث میں کانگریس اور لیگ کے نمائندے موجود نہ تھے۔ بہرحال یہ کوئی ایسا نقص نہیں ہے جو بظاہر معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کانفرنس کا مقصد بہرحال یہ تھا کہ ایک ایسا فارمولا مرتب کیا جائے جو موجودہ حال کے تقاضے پورا کر سکے اور جو اہم سیاسی جماعتوں کے لئے قابل قبول ہو سکے۔

مہاسبھا کا نقطہ نظر ہے۔ اگرچہ مہاسبھا کانگریس اور لیگ کی طرح ذی اثر نہیں تاہم اس نوعیت کے مباحث میں اس کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا خاص کر جبکہ زیر بحث تصفیہ ایسی نوعیت کا ہو جس میں مہاسبھا اہم سمجھتی ہے۔ اس واقعہ سے قطع نظر کہ مہاسبھا کے صدر الہ آباد نہیں آئے یہ امر غور طلب ہے کہ ڈاکٹر مونجے جو مہاسبھا کے بائیں بازو کی نمائندگی کرتے ہیں اور مہاسبھا کے ایک بڑے طبقے کے نمائندہ ہیں الہ آباد کانفرنس کے دوسرے دن کے اجلاس میں شریک نہیں ہوئے۔ اس نوبت پر کانفرنس میں ڈاکٹر مونجے کی غیر موجودگی اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ اپنے ادارہ کو اس خیال کا پابند کرنا نہیں چاہتے جس کی طرف کانفرنس مائل ہے۔

فرقہ وارانہ خلیج

کانفرنس کے بانیوں کی جانب سے جو مصلحتی بیان جاری کیا گیا ہے اس کے مطابق

"جن قائدین نے ان مباحث میں حصہ لیا تھا وہ اپنے اپنے ادارہ سے اس حل کی نسبت مشورہ کریں گے جو عارضی طور پر پیش کیا گیا ہے"

اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ جو حل پیش کیا گیا ہے وہ ان اداروں کے معلوم نقطہ نظر سے مختلف ہے جن کے نمائندے اس کانفرنس میں شریک تھے۔ ان میں سے بعض لیڈر عیسائیوں، سکھوں اور اعتدال پسندوں کے نمائندے تھے۔ سیاسی اعتبار سے ان کے خیالات میں یکسانیت ہے جس سے سب واقف ہیں۔ ان کو کانفرنس کے فارمولا کے بیان کئے ہوئے کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ صرف اس کا فرقہ داری پہلو ایسا ہے جہاں اختلافات اور شبہات پیدا ہو سکتے ہیں۔

فرقہ داری نقطہ نظر سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کانفرنس کے شرکاء سب کے سب نہیں تو اکثر پاکستان کے گروپ مخالف ہیں۔ ایسی صورت میں ان کے اداروں سے مشورہ کرنے سے حاصل؟ ایک بدیہی نتیجہ یہ اخذ ہوتا ہے کہ الہ آباد میں جو تجاویز مرتب کی گئیں وہ اس نوعیت کی ہیں کہ ان کی متعلقہ اداروں سے توثیق ضروری ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ عارضی حل مسٹر جناح کو مطمئن کرنے کے لئے ایک اشارہ ہے۔ لیکن اس کی نوعیت اور صورت کیا ہے یہ ابھی معلوم نہ ہو سکا۔

ایک اور وجہ سے بھی ان تجاویز میں پاکستان کا جزوی ذکر ضروری ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو مسٹر جناح ان پر غور کرنے کبھی تیار نہ ہوں گے۔ الہ آباد کی کانفرنس میں یہ ضرور محسوس کیا گیا ہوگا کہ دستوری تبدیلیوں سے قطع نظر حکومت کی مرکزی عبوری حکومت کی تیاری سے متعلق مسٹر جناح کو ایک معقول جواب دینے کے لئے تجاویز پیش کرنا وقت ضائع کرنا ہے۔ یہی ایک عذر یہ واضح کرنے کے لئے کافی ہے کہ الہ آباد کے فارمولا میں کوئی چیز ضرور ایسی ہے جو لیگ کے قائد کو مطمئن کر سکتی ہے۔

لیگ کے حلقوں کے باہر صرف مسٹر راج گوپال اچاری لیگ کے پورے مطالبات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مہاسبھا تو بہرصورت مخالفت کرے گی۔ سکھ بھی ان مطالبات کو قبول نہیں کر رہے ہیں۔ ہندوستانی عیسائی جماعت سے کہا گیا ہے کہ وہ لیگ کے مطالبات قبول کرنے تیار ہے۔

بقیہ سلسلہ صفحہ (؟)

مملکت
ہفتہ وار

جلد (۲) | ۲۲ [illegible] شنبہ ۱۳۵۲ف | نمبر (۳۷)

مجلس اتحاد المسلمین کی ذمہ داریاں

مجلس اتحاد المسلمین کے سالانہ جلسہ کی روئداد پر تبصرہ کرنے سے پہلے ہم ایک بات کو واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ اب تک ہماری نظر سے کوئی مسلمان ایسا نہیں گزرا جو مجلس کے وجود کا مخالف ہو البتہ مجلس کے کارکنوں کے طریقۂ عمل پر مختلف نقطۂ نظر سے نکتہ چینی ہوتی رہی ہے۔ مسلمانوں کا ذی شعور طبقہ یہ محسوس کر رہا ہے کہ ہر سال بیسیوں قراردادیں منظور ہوتی ہیں مگر شرمندۂ عمل نہیں ہوتیں۔ مجلس کے کارکنوں پر تنقید کرنے والوں کو ملت اسلامیہ کا مخالف قرار دے کر ہدف ملامت بنانا یا ان کو دائرۂ اسلام سے خارج کرنے کی کوشش کرنا ایک بالکل غیر مستحسن فعل ہے۔ ہر ادارے کے کارکنوں کا اگر وہ خلوص اور جذبۂ خدمت گزاری کے تحت کام کرنا چاہتے ہوں تو یہ فرض ہے کہ تنقید کا خیر مقدم کریں اور یہ نہ دیکھیں کہ کہنے والا کون ہے بلکہ صرف اس بات کو ملحوظ رکھیں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ جو لوگ مجلس کے اندر رہ کر تنقید کرتے ہیں ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی دھمکی دی جاتی ہے اور جو لوگ مجلس کے باہر سے تنقید کرتے ہیں ان کو اشرار اور شیاطین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

جاریہ خطبۂ صدارت میں بھی یہی روش اختیار کی گئی ہے اس روش سے جو نتائج مرتب ہو رہے ہیں ہم ان سے آئندہ بحث کریں گے۔

آریہ سماجی اور مہا سبھائی ستیاگرہ اور فرقہ وارانہ فسادات نے عامۃ المسلمین میں حیات ذات کا ایک جذبہ پیدا کر دیا تھا اور وہ ایک مرکز کی طرف سمٹ کر آ رہے تھے۔ ان حالات کی وجہ سے جن کی تفصیل میں جانا اس وقت غیر ضروری ہے مجلس اتحاد المسلمین کو ایک خاص نفوذ حاصل ہو گیا تھا اور یہ توقع کی جا رہی تھی کہ مجلس کے کارکن مسلمانوں کے بنیادی مسائل کی طرف متوجہ ہوں گے اور ان کی معاشی و سماجی اصلاح کے لئے کوئی لائحہ عمل مرتب کر کے اپنی ساری سرگرمیاں تعمیری کام پر مرکوز کر دیں گے کیونکہ ہنگامہ خیز سیاسیات اور شور و غوغا سے قوم یا جماعت میں نہ صحیح سیاسی شعور پیدا ہو سکتا ہے اور نہ اس کو شاہراہ ترقی پر گامزن کر سکتا ہے۔ چنانچہ جب ۱۳۵۱ف میں مجلس نے ایک معاشی لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے ایک سوال نامہ جاری کیا تھا تو ہم نے اس کا خیر مقدم کرتے ہوئے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ:

"مجلس اتحاد المسلمین نے مسلمانان حیدرآباد کی معاشیات سے متعلق صحیح مواد فراہم کرنے کے لئے جو سوال نامہ جاری کیا ہے وہ ہر اعتبار سے ایک مبارک اور مستحسن اقدام ہے۔ حیدرآبادی مسلمانوں کا افلاس، ان کی مقروضیت، ان کا رسوم و توہمات میں پھنسا رہنا، ان میں امراض کی کثرت، عام مسلمانوں کی عام جہالت اور اسلام سے بیگانگی ایسے حقائق ہیں جو محتاج تحقیق نہیں۔"

آج ایک سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے بعد ہم دیکھ رہے ہیں کہ نہ تو اس سوال نامہ کے جوابات شائع ہوئے اور نہ کوئی معاشی لائحہ عمل عامۃ المسلمین کے آگے پیش کیا گیا اور مسلمانوں کی حالت آج بھی وہی ہے جو مجلس کے قیام سے پہلے تھی۔

بے عملی کے اسباب

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مجلس کے کارکنوں نے مسلمانوں کے ان بنیادی مسائل پر وہ توجہ کیوں نہیں کی جس کے وہ مستحق تھے اور کیوں کوئی تعمیری پروگرام مرتب نہیں کیا گیا جس کی ضرورت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ ہم نے ۲۲ بہمن ۱۳۵۱ف کی اشاعت میں مجلس کے کارکنوں کو مخاطب کر کے یہ واضح کیا تھا کہ:

"ہم واقف ہیں کہ غور و فکر کرنے والے عام مسلمان جو زمرۂ قائدین سے باہر ہیں مجلس اتحاد المسلمین کی موجودہ پالیسی سے غیر مطمئن ہیں:

(۱) مسلمانوں کی معاشی تنظیم اور اصلاح کے لئے کوئی پروگرام مرتب کیا گیا اور نہ ایسے پروگرام کو نافذ کرنے کے وسائل پیدا کئے گئے۔

(۲) مجلس کا ہائی کمانڈ شخصی رقابتوں اور جاہ پرستی کی وجہ سے اس درجہ [illegible] متحد خیال اور باعمل نہیں ہے جتنا کہ ہونا چاہئے۔

(۳) اتحاد المسلمین کی تقاریر اور ان کے اخباری بیانات سرگرمی عمل سے محروم ہیں۔

(۴) کارکنان مجلس ہندو جماعت کے مسائل اور عزائم سے تفصیلی اور براہ راست واقفیت نہیں رکھتے۔"

جس وقت ہم نے مجلس کے کارکنوں کو ان امور کی جانب توجہ دلائی تھی ہمیں ہدف ملامت بنایا گیا تھا مگر آج بھی ہم بلا خوف تردید یہ کہنے کی جسارت کرتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے کہا تھا وہ ایک تلخ حقیقت کی طرح اس وقت بھی نمایاں ہے۔ ہم تفصیل میں گئے بغیر صرف اس قدر اشارہ کر دینا کافی سمجھتے ہیں کہ مجلس کے کارکنوں کے غیر مستحسن عمل کی وجہ سے علماء و مشائخین کو مجلس سے علحدہ ہونا پڑا۔ اس کے علاوہ مجلس کے اکثر کارکن جو خلوص کے ساتھ کام کرنا چاہتے تھے وہ ہائی کمانڈ کے طرز عمل کی وجہ سے یا تو مجلس سے علحدہ ہو گئے یا اگر شریک بھی ہیں تو ایک خاموش تماشائی کی حیثیت سے۔ گلبرگہ اور دیگر اضلاع کے واقعات سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مجلس کے کارکنوں میں دن بدن رقابت بڑھتی جا رہی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مجلس میں بعض ایسے افراد گھس گئے ہیں جنہیں سیاسیات سے کبھی دلچسپی تھی اور نہ سیاسی تجربہ۔ ان کا مطمح نظر یہ ہے کہ مجلس کے اثر کو اپنے ذاتی اغراض کے لئے استعمال کیا جائے۔ اس عنصر کے داخل ہونے کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ مجلس کے کارکنوں میں جتھہ بندی شروع ہو گئی۔ مجلس کی بے عملی کی ایک اور وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ مجلس پر ایک ایسی آمریت مسلط ہے جس سے دوسرے کارکنوں کی آزادیٔ فکر و عمل مفقود ہو گئی ہے۔ اگرچہ پہلے کی طرح پرجوش تقریریں ہو رہی ہیں ان میں فلک شگاف نعرے ضرور لگائے جاتے ہیں اور حاضرین تالیاں ضرور بجاتے ہیں اور مبالغہ آمیز اخباری بیانات کے ذریعہ ضرور کوشش کی جاتی ہے کہ عامۃ المسلمین کو مجلس کی طرف کھینچا جائے لیکن ہائی کمانڈ کا سارا وقت باہمی تنازعات کے تصفیہ میں صرف ہو جاتا ہے اور عمل کی طرف قدم اٹھانے کی فرصت نہیں ملتی۔ جس کی وجہ سے ایک طرف تو مسلمانوں کا ذی شعور طبقہ ان کارکنوں سے مایوس ہوتا جا رہا ہے اور دوسری طرف نیم تعلیم یافتہ مسلم نوجوانوں میں ایک غلط قسم کا شوق قیادت پیدا ہو رہا ہے جو ملت اسلامیہ کے لئے ہمیں اندیشہ ہے کہ آگے چل کر بہت مہلک ثابت ہوگا۔

برطانوی ہند کی بھونڈی تقلید

بے عملی کی ایک وجہ یہ ہے کہ مجلس کے کارکن برطانوی ہند کے سیاسی اداروں کی اندھی تقلید میں حیدرآباد کے مخصوص حالات کو نظر انداز کر کے ایسے نعرے لگانے لگے جس سے بالآخر مجلس کا وقار بہت کچھ متاثر ہوگا۔ حیدرآباد کی سیاسیات کا یہ ایک مسلّم اور بنیادی اصول ہے کہ تاجدار دکن کا اقتدار اعلیٰ

تقسیم اور ناقابل انتقال ہے۔ مجلس کے کارکنوں نے عامتہ المسلمین کو اپنی جانب کھینچنے کے لئے نعرہ بلند کیا تھا کہ "فرمانروائے دکن مسلمانوں کے سیاسی اقتدار کا مظہر ہے" جب اس نعرہ کے فاسقلی مضمرات منظر عام پر آتے گئے اور یہ واضح ہوتا گیا کہ تاجدار دکن کے اقتدار اعلیٰ کی پاسبانی کرنے کے بجائے مجلس کے کارکن خود کو حامل اقتدار تصور کر رہے ہیں تو اس سے ایسی الجھنیں پیدا ہو گئیں کہ ان کو سلجھانے کے لئے مسٹر جناح کی مداخلت کی ضرورت پڑی۔ مسٹر جناح کو اس الجھن کے سلجھانے میں جو دشواریاں پیش آئیں ان سے اکثر لوگ واقف ہیں۔ اس سے ایک طرف تو مجلس کے وقار کو دھکا پہنچا اور دوسری طرف حیدرآبادیوں کا یہ اصول مقرر ہو گیا کہ ہم کسی قسم کی بیرونی مداخلت گوارا نہیں کر سکتے "بہر حال" مملکت آصفیہ کے نادان دوستوں کی وجہ سے بیرونی مداخلت برداشت کرنی پڑی۔ مسٹر جناح کی مداخلت کے بعد سے مجلس کے ہائی کمانڈ نے اس نعرہ کو ترک کر دیا لیکن اب ایک دوسرا نعرہ بلند کر رہا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ "مجلس مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے"۔ یہ نعرہ بھی برطانوی ہند کے سیاسی اداروں سے لیا گیا ہے۔ اس کی ابتدا کا [illegible] یہ ہے کہ کانگریس نے جماعتی طور پر اپنے آپ کو سارے ہندوستان کی واحد نمائندہ جماعت ظاہر کر کے ہندوستان کے سیاسی اقتدار پر قبضہ جمانے اور حکومت برطانیہ کی جانشین بن جانے۔ جب مسلم لیگ نے یہ دیکھا کہ ہندو اکثریت قومیت کا لبادہ اوڑھ کر کانگریس کے ذریعہ سیاسی اقتدار پر قبضہ جمانا چاہتی ہے تو اس نے بھی اس اقتدار میں اپنا مناسب حصہ لینے کے لئے یہ نعرہ بلند کیا کہ "مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے"۔ برطانوی ہند میں ایک تیسری جماعت سے اقتدار حاصل کرنے کے لئے لیگ اور کانگریس میں مناقشت رہا ہے مگر حیدرآباد کے حالات بالکل مختلف ہیں۔ اگر مجلس اتحاد المسلمین کے کارکن لیگ اور کانگریس کی اندھی تقلید میں واحد نمائندگی کا دعویٰ کریں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مجلس کے کارکن کس سے اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ حیدرآباد میں سیاسی اقتدار تاجدار دکن کی ذات میں ودیعت ہے جو ناقابل تقسیم اور ناقابل انتقال ہے۔ اس کے علاوہ اگر ہم مجلس کے کارکنوں کے پرانے نعرہ کو پیش نظر رکھیں کہ تاجدار دکن مسلمانوں کے سیاسی اقتدار کا مظہر ہے تو اس سے منطقی طور پر یہ نتیجہ لازم آتا ہے کہ تاجدار دکن کی ذات ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ ہے اور ایسی نمائندگی کا حق کسی جماعت کو خواہ وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایک ہی سانس میں دو متضاد نعرے بلند کرنا اور معترضین کو دھمکیاں دے کر خاموش کرنے کی کوشش کرنا ایک ایسی روش ہے جو ملت اسلامیہ کے لئے کسی طرح مفید نہیں ہو سکتی۔ ہم جانتے ہیں کہ کئی مسلمان مجلس سے ہمدردی رکھتے ہیں لیکن ہائی کمانڈ کی روش کی وجہ سے مجلس میں شریک نہیں ہیں۔ ایسے مسلمانوں کو ایک شہری اور بندگان اقدس کی رعایا کی حیثیت سے چند شہری حقوق حاصل ہیں۔ وہ آئینی مشاورتی کمیٹیوں کے رکن بننے یا مجلس مقننہ کے لئے منتخب ہونے کا ایک شہری حق رکھتے ہیں۔ ایسے مسلمانوں کو جو مجلس سے باہر ہیں اور مجلس کے اکثر کارکنوں سے زیادہ مخلص ہیں یا ایسے مسلمانوں کو جو دوسری جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے شہری حقوق سے محروم رکھنے کی کوشش کرنا اور دستور کے فقرات کی توڑ مروڑ کر تعبیر کرنا خود غرضی اور جاہ پرستی کی دلیل ہے۔

شوق قیادت

بے عملی کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہائی کمانڈ کے بعض ارکان اپنے گھر کے مسائل کو پس پشت ڈال کر آل انڈیا لیڈرشپ کے شوق میں ہندوستان کا ویسٹ پلیٹ فارم تلاش کرتے رہے۔ ابتدا میں مسلم لیگ کا سہارا ڈھونڈا گیا جب اس میں کامیابی نہ ہو سکی تو "اسٹیٹس مسلم لیگ" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا۔ اس ادارہ کی سرگرمیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے ہم نے مہر شہریور [illegible] کو تحریر کیا تھا کہ:

"بیان کیا جاتا ہے کہ اسٹیٹس پیپلز کانفرنس کی سرگرمیوں کے ردعمل کے طور پر ریاستی مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا ہے۔ ریاستی مسلم لیگ کو وجود میں آئے ہوئے کوئی عرصہ گزر چکا ہے اور جہاں تک ہمیں علم ہے ریاستی مسلم لیگ نے کوئی ایسی جدوجہد نہیں کی جس سے اسٹیٹس پیپلز کانفرنس کی مداخلت اور سرگرمیوں کا سد باب ہو سکے۔ ہماری یہ سوچی سمجھی رائے ہے کہ اس فرض سے ریاستی مسلم لیگ کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتی۔ یہ کام صرف ریاستی جماعتیں انجام دے سکتی ہیں۔ حیدرآبادی کارکنوں کو ہم نے بارہا یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ ریاستی مسلم لیگ میں شریک ہو کر اپنا وقت ضائع کرنے کے بجائے اپنی پوری توجہ اندرونی مسائل پر مرکوز کریں۔ ہم حیدرآباد کو ایک سیاسی وحدت تصور کرتے ہیں اور اس بات کو ہرگز گوارا نہیں کرتے کہ کوئی بیرونی ادارہ ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کرے۔ اسی طرح ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ حیدرآباد کے بعض کارکن دوسری سیاسی وحدتوں کے اندرونی معاملات میں دخل دیں کیونکہ ایسی مداخلت کا ردعمل خود حیدرآباد کے لئے مضر نتائج کا حامل ہوگا"

ان مضر نتائج سے ہم آئے دن دوچار ہو رہے ہیں مگر مجلس کے ہائی کمانڈ نے کبھی ہمارے مشورہ پر غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔

سطور بالا میں ہم نے ان اسباب کا ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے مجلس کے کارکن باہمی رقابتوں، جتھہ بندی اور اسی قسم کے غیر مفید مشاغل میں الجھے رہے اور کوئی تعمیری پروگرام مرتب نہ کر سکے۔ مسلمانوں کا ذی شعور طبقہ یہ محسوس کر رہا ہے کہ عامتہ المسلمین کی اصلاح سے پہلے قائدین کی اصلاح ضروری ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہماری اس تحریر پر ہائی کمانڈ ہم سے کس قدر برہم ہوگا لیکن ملت اسلامیہ کے مفاد کا تقاضا ہے کہ ہم ہائی کمانڈ کو محسوس کرائیں کہ اس کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔ اگر یہ کارکن شوق قیادت، مبالغہ آمیز اخباری پروپیگنڈہ، اور فاسقلی رجحانات کو ترک کر کے بے غرض خدمت گزاری کے جذبہ کے ساتھ میدان میں نہ آئیں گے تو ہمیں اندیشہ ہے کہ نہ صرف مجلس کا وقار گر جائے گا بلکہ عامتہ المسلمین میں انتشار پیدا ہو جائے گا۔ حالیہ قرارداد دہلی پر ہم آئندہ بحث کریں گے۔

مجلس اتحاد المسلمین اور جماعت اتحاد و ترقی کی تجاویز حکومت کے زیر غور ہیں

حیدرآباد [illegible] - باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت سرکار عالی کی مجلس عاملہ، مجلس اتحاد المسلمین اور جماعت اتحاد و ترقی کی ان تجاویز پر جو نظم و نسق کی اصلاح اور ممالک محروسہ کی بہتر معاشی تعمیر کے نظام نامہ سے متعلق ہیں تصفیہ کن غور و فکر میں مصروف ہے۔ حکومت کے ترجمان ان دونوں انجمنوں کی [illegible] کے جذبہ کار فرما کو انتہائی استحسان سے دیکھتے ہیں اور تجاویز کی بحیثیت غیر فرقہ وارانہ ذہنیت کا خیر مقدم کرتے ہیں کیونکہ ان تجاویز کو مقامی ہندو رائے کی بھی تائید حاصل ہے۔ انہیں سے بعض تجاویز جیسے تخفیف مصارف اور انسداد رشوت ستانی کو تو منظور بھی کر لیا گیا ہے اور وہ عملی صورت اختیار بھی کر رہی ہیں۔ انسداد رشوت ستانی کی مہم جاری کرنے کے لئے ایک ادارہ زیر تشکیل ہے اور تخفیف مصارف کے لئے ایک کمیٹی جو غیر سرکاری اراکین کی اکثریت پر مشتمل ہے ترتیب دی جا چکی ہے وہ اس مسئلہ کی جانچ کرے گی۔ اور مزدوروں کی تجاویز پیش کرے گی۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آئینی مشاورتی کمیٹیاں برائے صنعت و حرفت، زراعت، تعلیم اور صحت عامہ عنقریب تشکیل پائیں گی۔ اور صدر المہامی صدر اعظم بہادر اراکین مجلس عاملہ حکومت سرکار عالی تفصیلی ہدایات جاری کریں گے کہ وہ اپنے محکمہ کی مذکورہ بالا کمیٹیوں سے درخواست کریں کہ وہ ایک مقررہ وقت میں ترقی و تعمیر کی ایسی اسکیموں کا جو طویل مدت پر مبنی ہوں خاکہ پیش کریں تا کہ اس سے معاشی اصلاحات کی اسکیموں کا جو نقشہ مرتب ہو ان کا نفاذ مابعد جنگ گورنمنٹ کی منظوری کے بعد قومی تعمیر کے محکمہ جات متعلقہ کو ایک ایسا مسلسل لائحہ عمل فراہم کر سکے جس پر کام کیا جائے اور جس سے عمدہ نتائج برآمد ہوں۔ اس نقطہ نظر سے کہ معاشی تعمیر کے نظام عمل میں کسی اس کے اہم عناصر کو نظر انداز نہ کر دیا جائے اس امر کی بھی ہدایات دی جا رہی ہیں کہ ان میں یہ بھی واضح کر دیا جائے کہ ہر پروگرام کے نفاذ میں مالی اخراجات کا ایک تخمینہ بھی شامل رہے۔

توقع کی جاتی ہے کہ ان امور [illegible] سے ضروری اعلان کی مزید ترتیب صدر المہامی صدر اعظم بہادر صاحب [illegible] کریں گے جبکہ دہلی سے قومی مجلس دفاع کی شرکت کے بعد [illegible] واپس ہوں گے اور مجلس مقننہ کے اجلاس کو [illegible] گے۔

([illegible])

اضلاع کی خبریں

میدک میں اصلاحی سرگرمیاں

تازہ ترین اعداد کے مطابق ضلع میدک میں گزشتہ سال صحت عامہ، تعلیم، رسل و رسائل نقل و حمل اور زراعت میں نمایاں ترقی ہوئی۔

ابتدائی تعلیم کی حد تک حکومت سرکار عالی نے تحتانی تعلیم کی وسعت کے پنج سالہ لائحہ عمل کے تحت (۱۲۸) مدارس کی عمارتیں تعمیر کرنے کے اخراجات منظور کئے ہیں۔ ان عمارتوں کے لئے مناسب جگہ کا انتخاب ہوچکا ہے اور ان کی تعمیر کا کام عنقریب شروع ہوجائے گا۔ اس کے علاوہ سال گزشتہ گیارہ نئے تحتانی مدارس بھی قائم کئے گئے اور اس ضلع میں مدارس کی مجموعی تعداد (۲۲۰) ہوگئی۔ تمام درجوں کے مدارس میں زیر تعلیم طلباء کی تعداد بھی (۱۲۲۱۰) سے اضافہ ہوکر (۱۳۹۹۹) ہوگئی اور تحتانی اور ثانوی تعلیم کے اخراجات بھی سنہ ۱۳۵۲ف کی تعداد میں (۴۰۰۹۰) روپے سے اضافہ ہوکر گزشتہ سال (۱۰۰۹۰۰) روپے ہوگئے۔ اس کے علاوہ (۳۹۰۰) روپے کی مزید رقم زیادہ تر تحتانی مدارس کے لئے فرنیچر اور دوسری تعلیمی ضروریات کی فراہمی پر صرف کئے گئے۔ اس سال کی ایک اور نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ضلع مذکور کے متعدد تحتانی مدارس کے نصاب میں پیشہ واری اور فنی تعلیم کا اضافہ کیا گیا اب ان میں پارچہ بافی، نجاری، مرغبانی اور زراعت وغیرہ کی تعلیم بھی شامل ہے۔ اس کے ساتھ ہی تعلیم کا مناسب معیار برقرار رکھنے کے لئے سررشتہ تعلیمات کے ارباب اقتدار نے اساتذہ کے لئے ریفریشر کورس کا بھی انتظام کیا اور گزشتہ سال چودہ اساتذہ نے اس کورس میں شرکت کی۔

تمام ضلع میں عام صحت بہت بہتر رہی اور طاعون کے حملات میں خاص کر بہت کمی ہوگئی۔ چنانچہ گزشتہ سال صرف (۲۹) اشخاص مبتلا ہوئے اس کے برعکس سنہ ۱۳۵۲ف میں (۲۰۸) اشخاص مبتلائے تھے۔ اس کمی کے باوجود محکمہ ٔ کلکٹری نے انسداد طاعون کی ایک اسکیم منظور کی ہے جس پر تین سال کی مدت میں (۲۶۷) روپے صرف ہوں گے یہ رقم چوہے پکڑنے اور صفائی کرنے پر صرف کی جائے گی۔ چنانچہ اختتام آبان تک (۹۰۰۰) مکانات میں چوہے پکڑے گئے۔ (۲۲۵) مکانات کی صفائی ہوئی۔ (۱۳۶۹۲) چوہے دان نکالے گئے اور (۱۹۲۱۰) چوہوں کے بل بند کئے گئے۔

رسل و رسائل اور نقل و حمل کی حد تک اس ضلع میں (۱۰۹۱۰) روپے کے مصارف سے تیس میل مجموعی طول کی سڑکیں پختہ بنائی گئیں اور (۲۷۵۰۰) روپے کے مصارف سے مزید (۳۳) میل طویل موسم سڑکوں کو پختہ بنانے کا کام شروع کیا گیا۔ اس کے علاوہ دیہی رقبوں تک سامان اور تخم شہرا اسکیم آب پاشی کے تحت اراضی کو ترقی دینے میں سہولت کے مد نظر موسم کی نئی سڑکوں کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا۔

جہاں تک کہ زراعت کا تعلق ہے گزشتہ سال کے دوران میں مفید تحقیق کام انجام دیا گیا چنانچہ تمام کھاد اور باری باری کی کاشت سے متعلق سرکاری مزرعہ واقع سنگاریڈی میں تجربات کئے جاتے رہے تاکہ ممالک محروسہ کے علاقہ تلنگانہ کی مخصوص چلکا اراضی پر بہتر کاشت کے لئے مختلف فصلوں کی مناسب اقسام دریافت کی جاسکیں۔ مختلف اقسام کے دھان اور فصل خریف کی جوار اور فصل ربیع کی جوار کے ضمن میں جو تجربے کئے گئے ہیں وہ خصوصی توجہ کے مستحق ہیں۔ دھان کے متعلق سولہ اقسام کے تخموں کے بارے میں تجربات کئے گئے جن میں سے قسم حیات ساگر ۲ سب سے زیادہ کامیاب ثابت ہوئی اور اس سے (۳۰۵۲) پونڈ فی ایکڑ پیداوار حاصل ہوئی ہے اس کے برعکس مقامی قسم سے صرف (۱۰۰۵) پونڈ فی ایکڑ پیداوار ہوتی ہے۔ فصل خریف کی جوار کی حد تک بیس اقسام کے تخموں کا تجربہ کیا گیا اور ان میں پربھنی آئی ۔ ۲ سب سے بہتر ثابت ہوئی اور اس سے (۱۱۳۳) پونڈ فی ایکڑ پیداوار حاصل ہوئی۔ اس کے برعکس مقامی قسم سے فی ایکڑ صرف (۴۱۵) پونڈ پیداوار حاصل ہوتی ہے۔ فصل ربیع کی جوار کے متعلق جو تجربات ہوئے ان میں پربھنی ۳ سب سے بہتر قسم ثابت ہوئی۔

ان آزمائشوں کے علاوہ روئی اور تمباکو کی کاشت سے متعلق بھی تجربات کئے گئے۔ تمباکو کی گیارہ اقسام کا تجربہ کیا گیا اور بہتر نتائج مرتب ہوئے ہرین کی خاص قسم سب سے بہتر ثابت ہوئی اور اس سے (۶۰۰) پونڈ فی ایکڑ پیداوار حاصل ہوئی۔ روئی کی تمام اقسام میں بلحاظ پیداوار گرانی ۱۲ سب سے بہتر ثابت ہوئی اور اس کی کاشت سے حاصل شدہ پیداوار علاقہ مرہٹواڑی میں کاشت کی جانے والی مقامی اقسام کے مقابلہ میں ڈیڑھ گنی زیادہ تھی۔

کھاد کے بارے میں جو تجربات کئے گئے ان میں فیسفوس بہترین قسم ثابت ہوئی لیکن یہ کھاد چونکہ جنگ کی وجہ سے فراہم نہیں ہوسکتی اس لئے کاشتکاروں کو ارنڈی کی کھلی استعمال کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے کیونکہ یہ بھی اچھی قسم کی کھاد ہے اور بآسانی حاصل ہوسکتی ہے۔

باری باری سے کاشت کرنے کے بارے میں جو تجربات کئے گئے ان سے یہ ثابت ہوا کہ دو سالہ یا سہ سالہ باری کے مقابلہ میں چہار سالہ باری سے اچھی پیداوار حاصل ہوسکتی ہے۔

قرضہ امداد باہمی کے ضمن میں اس کا اظہار کیا گیا ہے کہ اس ضلع کی مجالس امداد باہمی کے اراکین کی تنگدستی کے پیش نظر محکمہ امداد باہمی حکومت سرکار عالی نے (۱۳۲۳۸) روپے کی رقم قرضہ کی معافی دی ہے جو (۲۹۳۲۰) روپے وصول طلب اصل اور (۸۰۶۷) روپے سود پر مشتمل ہے۔ یہ امداد اس طرح ممکن ہوسکی کہ حکومت نے اس ضلع کے صدر بنکوں کو پانچ لاکھ روپے قرض دئے ہیں۔ اراکین کو قرض دی ہوئی رقموں کا مجموعی تخمینہ (۱۰۳۵۰۰) روپے کیا گیا ہے۔ جس پر (۳۹۰۷۷) روپے سود عائد ہوا ہے۔ باقی ماندہ وصول طلب قرضوں کی ادائی میں اراکین کے لئے سہولت پیدا کرنے کے خیال سے دس تا بارہ سال کی مدت پر مشتمل معمولی قسطیں مقرر کردی گئی تھی۔

رنگون پر اتحادیوں کا زبردست ہوائی حملہ

نئی دہلی۔ ۲۴ ڈسمبر۔ بریگیڈیر جنرل اکلیشن سیل نے ایک اعلان جاری کیا ہے کہ ۲۰ ڈسمبر کو امریکہ کے زبردست بمبار طیاروں کی دو ٹکڑیوں نے دن دہاڑے رنگون پر حملہ کیا۔ پہلے دو حملوں میں دشمن کی سب سے اہم عقبی ہوائی گاہ پر جو منگلاڈن میں واقع ہے کامیاب بمباری کی گئی۔ ہوائی گاہ پر کئی بڑے بم گرائے گئے طیارہ خانوں وغیرہ پر راست ضربیں لگائی گئیں۔ اس کے تھوڑی ہی دیر بعد چار موٹر والے زبردست بمبار طیاروں کی ایک بڑی فوج نے شہر رنگون کے ریلوے کارخانوں اور گودیوں پر حملہ کیا۔ کئی بڑے بموں کو ٹھیک نشانے پر گرتے ہوئے دیکھا گیا۔ ریلوے کارخانوں اور گودیوں میں آگ لگتی دکھائی دی۔

۲۱ ڈسمبر کو امریکہ کے اوسط درجہ کے بمبار طیاروں نے وسطی برما میں دن دہاڑے دشمن کے ریلوے کارخانوں پر سخت حملے کئے۔ گاڑیوں اور انجنوں پر کئی راست ضربیں لگائی گئیں۔

۲۲ ڈسمبر کو پھر اسی طرح کے بمبار حملے کئے گئے۔

۲۳ ڈسمبر کی سہ پہر میں ہمارے زبردست بمبار طیاروں کی ایک بڑی ٹکڑی نے رنگون پر حملہ کیا۔ گودیوں اور جنگی ٹھکانوں پر کئی زبردست بم گرائے گئے۔ ان حملوں سے ہمارے تمام طیارے اور ہوا باز صحیح سلامت واپس آئے۔ ۲۲ ڈسمبر کو رنگون کے قریب صرف ایک مرتبہ دشمن کے جنگی طیاروں نے ہماری مزاحمت کرنے کی کوشش کی۔ ان میں کا ایک جنگی طیارہ تباہ و برباد کردیا گیا۔

دنیا کے دو پریشان انسان

از

وکہم اسٹیڈ

ہٹلر اس وقت بڑے اہم فیصلے کرنے کی ضرورت سے دوچار ہے۔ گزشتہ اگست میں اس نے جو عظیم الشان منصوبے باندھے تھے وہ ناکام رہے، اور وہ مقرر کئی اقدام بھی پسپا ہو گیا جس کے ذریعہ مصر، مشرق ادنیٰ اور قفقاز کو گھیرا جا رہا تھا۔

اس وقت مغربی محاذ پر ہٹلر اپنی پوری طاقت واپس نہیں لا سکتا۔ اس کے علاوہ اسٹالن گراڈ اور ماسکو بھی وہ فتح نہ کر سکا۔ شمالی افریقہ پر اٹلی اور جرمنی کا جو تسلط تھا وہ خطرے میں پڑ گیا۔ اگرچہ ہٹلر سارے فرانس پر قبضہ کر چکا ہے، دشمنی کو مٹا چکا ہے اور فرانس کے جنگی جہازوں کا بھی ان کو تباہ کرنے کا باعث ہو چکا ہے تاہم اس کو ابھی یہ فیصلہ کرنا ہے کہ آیا سارے اٹلی پر قبضہ کر لیا جائے یا اپس کے شمال تک ہٹ کر ممالک بلقان کو خطرہ میں ڈال دیا جائے۔ ان امور نے ہٹلر کو پریشان کر دیا ہے۔

ہٹلر کی طرح بلکہ اس سے زیادہ مسولینی پریشان ہے۔ اس کا خواب تو کیت شرمندۂ تعبیر ہو سکا۔ مصر اور شمالی افریقہ میں جرمن فوجوں نے جو دغا بازی کی ہے اس سے اطالوی فوجیں بہت بدل گئی ہیں۔ تواں، میلان اور جینوا کے اطالوی صنعتی مرکزوں پر برطانیہ کی بمباری سے جو تباہی ہوئی ہے اس سے ایک وحشت پھیل گئی ہے۔ اور جیسا کہ مسٹر چرچل نے کہا ہے جنوبی اٹلی کو اسی طرح کی تباہی سے دوچار ہونا پڑے گا۔

میرے خیال میں مسولینی یہ محسوس کرنے لگا ہے کہ اس کا وجود ہٹلر کے رحم و کرم پر منحصر ہے۔ اس خیال سے مسولینی کو تسلی نہیں ہو سکتی کہ نازی خفیہ پولیس جرمن خفیہ پولیس کی مدد سے کچھ عرصہ کے لئے اس کو اطالوی باشندوں کے غیظ و غضب سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔ کیا مسولینی اسی مقصد کے لئے جون ۱۹۴۰ء میں ہٹلر کے ساتھ شریک جنگ ہوا تھا۔

کسی حالیہ اطلاع سے ظاہر نہیں ہوتا کہ برلن اور روما میں مشورے ہو رہے ہیں۔ البتہ یہ اطلاعیں برابر ہو رہی ہیں کہ ہٹلر اور اس کے جنرلوں کے مابین مشورے ہو رہے ہیں۔ مسٹر چرچل کا یہ خیال کہ "جرمن فوجوں کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ ان کی رہنمائی اور کمان جرمن جنرل اسٹاف نہیں بلکہ کارپورل ہٹلر کر رہا ہے" ان مشوروں کی اہمیت کو واضح کر دیتا ہے۔

ہٹلر کو کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا۔ اس کے جنرل یہ بات یاد دلائیں گے کہ جرمنی کے فوجی موقف کو بحال کرنا اس وجہ سے دشوار ہو گیا ہے کہ برطانیہ، امریکہ اور سوویٹ روس نے اپنی تنظیمی قابلیت میں ایک غیر متوقع برتری ظاہر کی ہے۔ ہٹلر نے اقوام متحدہ کو "فوجی احمقوں" سے تعبیر کیا تھا۔ اس چیستی میں وہ اپنی تنظیمی برتری ظاہر کر رہا تھا۔

جرمنوں کی تنظیمی قابلیت ایک ضرب المثل ہے لیکن وہ اس تنظیمی قابلیت کا مقابلہ نہ کر سکی جس نے رومل کو مصر سے بھگا دیا اور (۵۰۰) جہازوں کے ایک عظیم الشان قافلہ کو شمالی مغربی افریقہ تک پہنچا دیا اور جس کی وجہ سے روس نے دو زبردست جوابی حملے کئے جبکہ ہٹلر کی فوجیں مایوسی کے ساتھ اسٹالن گراڈ پر لڑ رہی تھیں۔ متحدین کی برتری کا یہ ثبوت ہٹلر اور اس کے جنرلوں کے لئے ان کے فوجی نقصانات سے زیادہ پریشانی کا باعث ہو رہا ہے۔

میرے خیال میں ٹوکیو کا سکوت برلن اور روما کے سکوت کی طرح معنے خیز ہے۔ جزائر سلیمان پر سے جاپان کے تسلط کو ہٹانے اور نیوگنی کو دوبارہ فتح کرنے کے لئے ایک بہتر تنظیم کی ضرورت تھی۔ اگرچہ چرچل نے یہ اشارہ کیا ہے کہ یورپ کی جنگ ایشیائی جنگ سے پہلے ختم ہو جائے گی لیکن ٹوکیو محسوس کرتا ہے کہ جاپان کی حالیہ فتوحات زیادہ عرصہ تک برقرار نہیں رہ سکتیں اگر جرمنی یورپ میں شکست کھا جائے۔ اسی لئے میں سمجھتا ہوں کہ برلن کے سکوت کو ٹوکیو شدت سے محسوس کر رہا ہے۔

برطانیہ میں کوئی شخص جرمنی یا جاپان کی بچی ہوئی قوت کو کم نہیں سمجھتا۔ کوئی شخص سرعت کے ساتھ کامیابی کی توقع نہیں کرتا۔ ہٹلر اور اس کی فوجیں اس وقت تک نہیں ٹوٹ سکتیں جب تک کہ اس پر متواتر داکاری ضرب نہ لگائی جائے۔ کشمکش بہت شدید ہے صرف امکانات کا رخ بدل گیا ہے۔ اس تغیر کو دونوں فریق محسوس کر رہے ہیں۔ دول محور کو اب فوجی برتری حاصل نہیں۔ مفتوحہ اقوام میں ایک نئی امید ہو رہی ہے۔ فرانس متحارب اقوام میں پھر داخل ہو گیا ہے۔ ہٹلر اب مایوس آدمی کی طرح بے جگری سے مقابلہ کرے گا۔

محکمہ بحریہ کے ایک اعلامیہ میں بیان کیا گیا ہے کہ امریکی ابدوزوں نے جاپانیوں کے مزید (۱۰) مال بردار جہاز تیل لے جانے والے ایک بڑے جہاز اور تیل

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۱) پر

برطانوی فوجیں برما میں داخل ہو گئیں

اکیاب کے پاس ایک علاقہ پر قبضہ

نئی دہلی۔ ۱۵ر دسمبر۔ ہندوستانی کمان کا ایک مشترکہ اعلامیہ مظہر ہے کہ پچھلے چند دنوں میں ہمارے بعض فوجی دستے اراکان کی سرحد سے جنوب کی طرف مغربی برما میں بڑھ گئے ہیں اور انہوں نے اکیاب سے ۱۰۰ میل شمال مغرب میں ایک علاقہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ دشمن جس نے ہمارے برما سے چلے آنے کے بعد سے اس علاقہ پر قبضہ کر رکھا تھا اور مورچہ بندیاں بھی کی تھیں بلا مقابلہ کے پیچھے ہٹ گیا۔ ان اقدامات کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے شاہی ہوائیہ نے کل ایک گاؤں پر جو اکیاب سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے دوبارہ ہوائی حملہ کیا۔ بمب ساحلی علاقہ اور دو مرکزی عمارتوں پر گرائے گئے۔ دشمن کو کافی نقصانات پہونچا اور عمارتوں میں آگ لگ گئی۔ کل رات میں اکیاب پر بھی بم برسائے گئے اور ہوائی جہازوں نے دریائے میو کے کناروں پر بھی حملہ کیا۔ ان حملوں میں ہمارے کسی جہاز کو کوئی نقصان نہیں پہونچا۔ اعلامیہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے چہارشنبہ کو جاپانی ہوائی جہازوں نے فینی پر جو حملہ کیا تھا اس میں کم از کم تین جاپانی طیارے تباہ ہوئے۔ ہمارے چار طیاروں کو نقصان پہونچا لیکن ہوا باز محفوظ ہیں۔

معمولی مہم

نئی دہلی سے آئی ہوئی خبروں سے پتہ چلتا ہے کہ مغربی برما میں برطانوی فوجوں کے اقدام کو وہاں ایک معمولی مہم سمجھا جاتا ہے جو ہندوستان اور برما کی سرحد پر طلایہ گردی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ اس اقدام کو لندن میں کسی بڑے پیمانہ کی مہم کے آغاز سے تعبیر نہیں کیا جا رہا ہے اور نہ اس کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔

چٹاگانگ پر ہوائی حملہ

چٹاگانگ۔ ۱۴ر دسمبر (بذریعہ ڈاک) ۱۰ر دسمبر کو چٹاگانگ نے سکون و اطمینان اور صبر و تحمل سے دشمن کے ہوائی حملہ کا مقابلہ کیا۔ یہ حملہ سابقہ حملوں سے کسی قدر شدید تھا۔ خطرہ کی گھنٹی بجتے ہی دشمن کے طیارے دکھائی دئیے۔ متعدد مقامات سے ہماری طیارہ دشمن توپیں مصروف کار رہیں۔ بمبار طیاروں نیز ہمارے بھی دشمن کو مصروف پیکار رکھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ دشمن کے تین طیاروں کو مار گرایا گیا جو شعلہ پوش ہو کر نیچے گر پڑے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ سیول آبادی کو بہت کم نقصان پہونچا۔ چند مویشی جو باہر چر رہے تھے ہلاک ہوئے۔ عوام کی اخلاقی حالت بدستور قائم اور شہری معمولی زندگی حسب معمول جاری ہے۔ اطلاع ملی ہے کہ مقامی مدرسوں میں میٹرک کا آزمائشی امتحان اور میڈیکل کالج کا آزمائشی امتحان جنوری کے پہلے ہفتہ تک ملتوی کیا گیا ہے۔ مقامی ارباب اقتدار اور اے۔ آر۔ پی کے عملہ نے تمام اس میں عظیم خدمات انجام دیں۔

جاپان کے ۷ جہاز غرق

واشنگٹن۔ ۱۶ر دسمبر

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

سیاست ایک بازی ہے ۔ (قائد ملت)
اور لیڈر ایک بازی گر ہے ۔ (ایک ماہر نفسیات)

اے ۔ آر ۔ پی اسٹور واقع کرم چاہی روڈ میں آتش زدگی کی جو اطلاع "دکن نیوز" نے دی ہے اس کا یہ جزو بہت اہم ہے "
"اے ۔ آر ۔ پی کی زمیں سرخ وردیوں کو
دو دھ پلانے میں مصروف تھیں"
اس خبر سے لطف اندوز ہونے کے لئے اس کو
بلا تنقید پڑھنا چاہیے ۔

رہ گیا تین سال قبل قوم سے طلب کئے ہوئے چندے کا حساب ۔ اول تو بہت ہی ناکافی وصول ہوا جو وصول ہوا اس کا حساب یہ کیسے معلوم ہو اکہ "نہیں ہے" ۔ اس میں سے کچھ روپیہ کی زمین دار السلام والی خریدی گئی اور باقی نقد کی صورت میں موجود ہے ۔ دینے والوں کو مجلس پر اعتماد ہے
...... افسوس ملت نے اتنا روپیہ فراہم نہیں کیا جتنا کہ صدر مجلس نے مانگا تھا حالانکہ وہ لاکھوں روپیہ صرف سینما پر صرف کر رہی ہے ۔ (ملت کا واحد ترجمان)

صدر انتخابیہ کمیٹی مجلس اتحاد المسلمین کا خیال ہے کہ مسلمانوں کی معاشی حالت نہایت ابتر ہے ۔ ہم وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ ملت کے واحد ترجمان کا یہ خیال درست ہے کہ مسلمان لاکھوں روپیہ صرف سینما پر صرف کرتے ہیں یا یہ خیال صحیح ہے کہ مسلمانوں کی معاشی حالت نہایت ابتر ہے ۔ البتہ یہ بات تو یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ سینما کے مالکین اپنی آمدنی کا ایک کثیر حصہ سینما کے اشتہارات شائع کرنے کے لئے ملت کے واحد ترجمان کے نذر کرتے ہیں ۔ لیکن یہ سوال مراکز صاحب موصوف سینما کے اشتہاروں کی آمدنی کا کتنا حصہ "سرمایہ مجلس" میں دے رہا ہے جماعت میں پھوٹ ڈال کر ملت اسلامیہ کو نقصان پہونچایا ہے ۔
گر جان طلبی مضائقہ نیست ۔ گر زر طلبی سخن درین است

کلکتہ کے روزنامہ "آزاد" کی بندش پر تعجب اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے مسٹر ناظم الدین نے فرمایا کہ "مسٹر فضل الحق نے اپنے کارناموں کا ایک ریکارڈ قائم کر لیا ہے جس کی نظیر کبھی کوئی اصول نہیں ہوا"

اس ریکارڈ کا کچھ حصہ وزارت کے پہلے کا ہے اور کچھ وزارت کے بعد کا ۔ مسٹر ناظم الدین نے کوئی بات کی نہیں فرمائی ۔ ہر شخص جو لیڈری کے بعد وزارت پر پہونچتا ہے یا پہونچنا چاہتا ہے اس کا ریکارڈ ایسا ہی ہوتا ہے ۔

نہایت افسوس کے ساتھ اس اظہار پر مجبور ہوں کہ مسلمان اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی میں ہر جہت اور ہر پہلو سے پست ہو چکا ہے ۔ (قائد ملت)
ہم اس خیال سے متفق نہیں ۔ قائد ملت نے ہر مسلمان کو لیڈر یا مفسر قرآن بنا دیا ہے ۔

ملت اسلامیہ کو ایک مرتبہ پھر قوانین اسلامیہ کا تابع کیا جائے اور اس کا شیرازہ ایک مرتبہ پھر قانون الٰہیہ کے مضبوط بندھن میں باندھا جائے اور مسلمان کو محسوس کرایا جائے کہ وہ ایک ایسی حکومت کے تحت زندگی بسر کر رہا ہے جو صرف ظاہری امن و امان کی ذمہ دار ہی نہیں بلکہ اس کے کردار و اخلاق کی مربی و تربیت کنندہ بھی ہے ۔ (قائد ملت)
ایسی حکومت قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ ملت اسلامیہ "ایک قائد ، ایک جماعت اور ایک اخبار" کا مسلک اختیار نہ کرے اور اس حکومت کا مرکز "بیت الامت" بیگم بازار قرار نہ دیا جائے ۔

اے ۔ آر ۔ پی اسٹور میں آتش زدگی کا سبب دریافت کرنے پر آگ بجھانے کے فن کے ایک ماہر کی یہ رائے معلوم ہوئی کہ انگلستان میں اس قسم کی آتش زدگی کا انکشاف ہوا ہے کہ جس مقام پر سن کے تھیلے رکھے ہوں وہاں مرور مدت سے ایک قسم کی از خود پیدا ہونے والی حرارت آتش پیش کا باعث ہوتی ہے ۔ (ایک خبر رساں ایجنسی)
ایک اور ماہر فن کی رائے ہے کہ جب سن کے خالی تھیلوں میں گیہوں یا جوار بھر کر گوداموں میں مخفی رکھا جاتا ہے تو "مرور مدت سے کسی قسم کی از خود پیدا ہونے والی حرارت" آتشین پیش کا باعث نہیں ہوتی "

یہ دوران نمائش مصنوعات ملکی معاشی کانفرنس کا پانچواں سالانہ جلسہ ہو اسفندار سے شروع ہوگا جس میں مختلف عنوانات پر مقالے پڑھے جائیں گے ۔ (ایک خبر)
ہمارے نامہ نگار خصوصی کی اطلاع ہے کہ اس کانفرنس میں سیٹھ لکشمی نراس گیروال حسب ذیل موضوع پر مقالہ پڑھیں گے ۔
"ساہوکاروں کا ایثار و قربانی اور عہد وار بار کی نفع اندوزی اور گراں فروشی"

---

(۱) بالنہ سے واپسی کے بعد چند دماغوں نے میرے خطبہ صدارت جالنہ کے اس فقرہ کی طرف توجہ کی کہ ہم تمام سیاسی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر ملک کی حفاظت اور قیام امن کی طرف متوجہ ہو جائیں ۔
(۲) کانگریسی فقرہ ہندوستان کے تمام نوجوانوں کے لئے عموماً اور مسلم نوجوانان دکن کے لئے خصوصاً بہت جاذب توجہ تھا یہی وجہ ہے کہ ابتدائی مظاہروں میں ہم نے بعض مسلم طلباء کی شرکت کی بھی خبریں سنیں لیکن جلسہ وم خود مختاری ملک میری صدارتی تقریر پھر میرے اخباری بیان ...... نے ان کو کامل طور پر مطمئن کر دیا ۔
(۳) ہندو زعماء دل خوش کن الفاظ کا نقاب اوڑھ کر مجھ سے یہ خواہش تو کرتے ہیں کہ میں بہ لحاظ مسلمانوں کی بجائے دو کروڑ حیدرآبادیوں کی قیادت کروں ۔
(۴) آپ سب کو گواہ ٹھیرا کر ، آسمان و زمین کو "فطرت" سے سوائے موجود ناروں کو گواہ ٹھیرا کر عہد کرتا ہوں کہ مسلمانوں کی جمعیت اور ملت اسلامیہ کے عظمت و وقار کو قائم اور ملت کی عظمت کو اعلاء کلمۃ الحق کا ذریعہ قرار دینے کے لئے آپ کے ساتھ ہر قربانی سے دریغ نہ کروں گا ۔ (قائد ملت)
ان فقروں کو بعض کورِ ذوق "خوش فعالی" قسم کے حضرات تعلّی سمجھتے ہیں مگر ہماری رائے میں یہ تو خطیبانہ بلند آہنگی ہے اور خطابت تو سیاست کی جان ہے اور جیسا کہ ایک گمنام شاعر نے کہا ہے
سیاست بے خطابت لطف پیدا کر نہیں سکتی

ورنگل میں ایک شیر نے چار اشخاص کو ہلاک کیا ۔ (ایک خبر)
معلوم ہوتا ہے کہ شیلنٹ ناجمتاری کی نفلت نے اس شیر کو آدم خوار بنا دیا ہے ۔

کالیستھ کانفرنس میں نواب صدر اعظم بہادر کی تقریر

میرے عزیز بھائی راجہ دھرم کرن اور معزز حضرات !

آپ نے جس پر خلوص انداز سے مجھے "خوش آمدید" کہا ہے میں صمیم قلب سے اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ مجھے مسرت ہے کہ آپ کی اس کانفرنس میں شرکت کرنے کا موقعہ مجھے ملا ہے ۔

حضرات ۔ دنیا کی اقوام آج بھی انتقامی خون سے ہولی کھیل رہی ہیں اور فضائے عالم پر بربادی و نحوست کے گھنا ٹوپ اندھیرے امنڈ کر آ رہے ہیں لیکن جیسا کہ آپ نے کہا ہے ہم اس گوشہ امن میں انتہائی جمعیت خاطر کے ساتھ اکٹھے ہوئے ہیں ۔ یہ سب جلالۃ الملک بندگان عالی خسرو دکن و برار خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کا اقبال نشان ہے ۔ اور میں خوش ہوں کہ آپ کو اس کا احساس ہے ۔ خدا ہمارے ملک و مالک کو دشمن کو ریاطن کی چشم بد بین سے ہمیشہ محفوظ و مامون رکھے ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ شاہ ذی وقار کے سچے اور بے لوث جاں نثار آلام و مصائب سے ہمیشہ محفوظ رہے ہیں اور ہمیشہ محفوظ رہیں گے ۔

گو حیدرآباد بھی خود ہندوستان اور دنیا کے دوسرے ممالک کی طرح مختلف اقوام کا مسکن ہے لیکن خسرو برار کے ادنیٰ خادم ہونے کی عزت نے ہم سب کو ایک ایسے رشتہ خلوص و محبت میں جکڑ دیا ہے کہ ہمارے دلوں سے مختلف اقوام و ملل ہونے کے امتیازات محو ہو گئے ہیں ۔ ہم سب ایک ہی تاج و تخت کے محافظ ہیں اور ہمارا جذبہ وفاداری ایک ہی سرچشمہ فیضان و کرم سے وابستہ ہے اور اس لئے ہندو ہوں یا مسلمان ۔ کالیستھ ہوں یا چھتری ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں اللہ پیر و مرشد کے ارشاد و ابد ہی تک اداکرنے والوں کی یہ ایک برادری ہے جس کا منشاء و مشرب خاندان آصفی کی بندگی رہا ہے اور رہیگا ۔ خدا اعلیٰحضرت اور خانوادہ شاہی کو ہمارے سروں پر دائم قائم رکھے اور حکیم الانسانیت کی رہبری و رہنمائی میں ہمیں ملک و مالک کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

اس کے علاوہ خود ہمارے مذہب نے ربّ العالمین کہکر ہمیں امتیازات کو مٹایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ ہم ایک خدا کے بندے ہیں اور انسانی حیثیت سے ایک دوسرے کے بھائی اور درد و دکھ کے یکساں شریک ہیں ۔ شیخ سعدی نے اپنے اس مصرعہ میں اس کی کیا خوب تشریح فرمائی ہے ۔

"بنی آدم اعضائے یک دیگر اند"

آپ نے اپنے سپاسنامہ میں بندگان عالی متعالی خلد اللہ ملکہ کے ۱۰ شعبان ۱۳۶۰ھ والے فرمان مبارک کی طرف اشارہ کیا ہے وہ اپنے خادم کو جس طرح چاہتے ہیں نوازتے ہیں ۔ ابر کرم زر خیز و بنجر زمین پر یکساں برستا ہے نطق ہمایونی نے اس ذرہ بے مقدار کو روشناس ثوابت و سیارہ بنا دیا ورنہ من آنم کہ من دانم ۔ شاہ ذی جاہ کے قلم سے نکلے ہوئے یہ الفاظ میرے لوح قلب پر مرتسم ہیں اور زندگی کی ہر صعوبت اور ہر منزل میں نہ صرف میرے لئے بلکہ ہماری آیندہ نسلوں کے لئے طرہ امتیاز رہیں گے ۔ میں بارگاہ ربّ العزت میں دست بہ دعا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ سب میرے اس دعا میں شریک ہوں کہ میرے ان کمزور دست و بازو کو وہ قوت حیدری عطا ہو جس سے میں ملک و مالک کی وہ خدمات انجام دے سکوں جو صحیح معنی میں مجھے ان الفاظ کا مستحق بنا دیں جن سے میرے آقا نے مجھے سرفراز فرمایا ہے ۔

میں تاریخ کی ورق گردانی نہیں کرنا چاہتا ورنہ کون نہیں جانتا کہ آپ کے مورث اعلیٰ نے اور خود آپ نے تخت آصفی کی کیا کیا خدمات انجام نہیں دی ہیں اور خسرو دکن نے از ابتدا تا ایندم آپ کی وفادار جماعت کو کس کس طرح نہیں نوازا اور سرفراز فرمایا ہے ۔ خود راجہ دھرم کرن بہادر کو خسرو دکن کا جو اعتماد اور تقرب بارگاہ سلطانی ہونے کی جو عزت حاصل ہے وہ ان نوازشوں اور سرفرازیوں کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے ۔ خدا آپ کے جذبہ وفاشعاری کو مرور ایام کی دستبرد سے محفوظ رکھے آمین ۔ اور یہ جذبہ ملک میں دوسری جماعتوں کے لئے باعث رشک ثابت ہو ۔

آپ نے اپنی جماعت کے آیندہ ارتقاء کی جس اسکیم کا ذکر اپنے سپاسنامے میں کیا ہے اسے دیکھ کر مجھے بڑی مسرت ہوئی ہے ۔ حکیمی تعلیم انسانیت کا زیور بھی لیکن آنے والی دنیا میں صنعت و حرفت کو کہیں زیادہ دخل ہوگا ۔ اور اس لئے کالیستھ جماعت میں اس احساس کا بیدا کرنا قومی زندگی کے دوام کی ضمانت ہے کسی ملک کی ترقی کا معیار آیندہ اس کی اقتصادی حیثیت پر ہوگا ۔ ہمارا ملک آج بھی اس میں پیچھے نہیں لیکن یہ زمانہ تقابل کا ہے یہاں اس سے کام نہیں چلتا کہ آپ کیا کرتے ہیں اور کیا کر سکتے ہیں بلکہ ضرورت چشم عالم کے سامنے اس امر کو وضاحت سے پیش کرنے کی ہے کہ آپ دوسروں کے مقابلے میں کتنا زیادہ اور کتنا بہتر اس کام کو انجام دے سکتے ہیں ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی اسکیم جب عملی صورت اختیار کرے گی تو ملک کے لئے باعث فلاح و بہبود ثابت ہوگی ۔ اور جس وقت باقاعدہ طور پر حکومت کے سامنے آئے گی تو وہ انتہائی ہمدردانہ طریقے سے اس پر غور و خوض کرکے اسے کامیاب بنانے کی حتی الوسع ہر ممکن کوشش کرے گی ۔

آخر میں ایک بار میں پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور بندگان عالی اور خانوادہ شاہی کے لئے دعا پر ختم کرتا ہوں اور اس کانفرنس کے افتتاح کا اعلان کرتا ہوں ۔

حیدرآباد میں شکر کی گرانی

(شکر کی گرانی کے متعلق ہمیں ایک مراسلہ وصول ہوا ہے جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے ! "حکمت")

ہر کہ جو بازار میں شکر ملتی ہے وہ ہماری ہی ملک کی پیداوار ہے جو چیز ملک میں تیار ہوتی ہے اس کو سستی ہونی چاہئے شکر روز بروز گراں ہوتی جا رہی ہے نعلبند شکر پر سرکاری نگرانی تو ہے اس کا نرخ مقرر ہے لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ شکر بہت مہنگی ہو گئی ہے شکر کے نرخ کو بڑھانے میں شکر کے چلر فروشوں سے زیادہ تھوک فروشوں کا ہاتھ ہے شکر فیاکٹری اور محکمہ نگرانی قیمت اشیاء نے دس بارہ لوگوں کو تھوک فروشی کا اجارہ دیا ہے انہوں نے وعدہ تو یہ کیا تھا کہ شکر مقررہ نرخ پر فروخت کریں گے ۔ لیکن کئی لوگ شہادت دے سکتے ہیں اور خاص طور پر ملک کے چلر فروش تاجر کہ ان تھوک فروشوں نے چوری سے اور خفیہ طریقوں سے زیادہ قیمتوں پر شکر فروخت کی ہے اور بڑا نفع کمایا ہے ۔ حکومت کے مقررہ نرخ پر بظاہر تھوڑا سا بیوپار کیا گیا لیکن لاکھوں کی نفع اندوزی خفیہ فروخت کی وجہ سے ان بارہ تھوک فروشوں کے جیبوں میں چلی گئی ۔

جنگ کے زمانے میں گرانی پھیلانا صرف اخلاقی بلکہ تعزیری جرم ہے ایسے لوگ سنگین سزا کے مستوجب ہیں اور مجرمانہ نفع اندوزوں کو اگر سنگین سزائیں دیجائیں تو ملک میں مجرمانہ نفع اندوزی کی روک تھام ہو سکتی ہے شکر کے سلسلے میں ہمارے پاس تفصیلی مواد ہے کہ ان تھوک فروشوں نے کن کن طریقوں سے شکر کے نرخ کو گراں سے گراں تر کر دیا ہے ۔

اس خرابی کو ملک کے چند ذمہ دار لوگوں نے بری طرح محسوس کیا ہے اور تھوک فروشوں کی زیادتیوں کے خلاف ایک درخواست بھی متعلقہ محکموں میں دی ہے ۔ شکر کے کاروبار کو دس بارہ تھوک فروشوں نے پریشان کر دیا ہے اور انہی تھوک فروشوں کی وجہ سے شکر گراں ہو گئی ہے حکومت کو چاہئے کہ ان قابل اعتراض تھوک فروشوں کے ساتھ سخت تدارک کرے اور ان لوگوں کو شکر کے کاروبار سے آیندہ قطعاً محروم کر دے فقط

آغا محمد جواد

ترقیات نظام ساگر

نہر نظام ساگر کا افتتاح شہریور ۱۳۴۰ف میں ہوا جس کا شمار سال زراعتی کے لحاظ سے ۱۳۴۱ف میں ہوتا ہے لیکن اسی سال نہر سے صرف قدیم ذرائع آبپاشی تعلقہ بانسواڑہ و بودھن کے مواضع کی حد تک نہر کی روانی عمل میں آئی ۱۳۴۳ف میں تعلقہ نظام آباد اور ۱۳۴۴ف میں تعلقہ آرمور تک نہر پہنچ گئی اس طرح ۱۳۴۴ف سے جملہ تعلقات زیر نہر میں سیرابی ہونے لگی۔

ایک کثیر رقبہ بدل بہ تری کرنے کے لئے ذخیرہ آب کا مہیا ہو جانا کافی نہیں ہے بڑی چھوٹی نہروں زراعتی نالوں کی تعمیر زیر نہر آراضیات کی ہموری سیتوار و نقشہ جات کی تیاری۔ تقاوی کی تقسیم۔ پونجی کی سربراہی۔ کھاد کی فراہمی۔ زراعتی جانوروں کی بہم رسانی۔ عمدہ اجناس کے تخم کی سپلائی۔ آلات کشاورزی کی دستیابی ہم سہولتیں حمل و نقل پیداوار کے لئے سڑکوں اور دیہی راستوں کی تعمیر و توسیع۔ غرضکہ ایک عظیم الشان پراجکٹ کے تحت وسیع رقبہ کو شاداب علاقہ میں بدل دینے کے لئے مختلف النوع زراعتی ضروریات کی تکمیل ضروری ہوا کرتی ہے اور اس کے لئے مختلف سررشتہ جات کی جد و جہد و تعاون عمل لازمی ہے چنانچہ افتتاح نہر کے بعد سررشتہ جات متعلقہ کے توجہات ترقیات نظام ساگر کی جانب مرکوز ہو چکی ہیں اور ہر سررشتہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف و منہمک ہے۔

۱۳۴۱ف سے زیر نہر آراضیات خشکی تری میں متبدل و مزروعہ ہو رہے ہیں اور بتدریج اس میں ترقی ہوتی جا رہی ہے ۱۳۵۱ف تک متبدلہ رقبہ حسب ذیل ہے

۱۔ خشکی متبدلہ بہ تری ... (۹۵،۸۹۵ ایکڑ ۱۰ء۰۴ گز)
۲۔ باغات متبدلہ بہ تری ... (۸۰ء۵۵ ایکڑ ۲۳ء۰ گز)
۳۔ یکفصلہ متبدلہ بہ دو فصلہ ... (۶۲۷،۲۹ ایکڑ ۰۹ گز)

جملہ (۸۳،۰۵۰۱ ایکڑ ۳۲ گز)

ف۔ ۱۳۵۱ف میں جدید و قدیم آراضیات تری خالصہ جاگیرات زیر نہر نظام ساگر پر بموجب جمعبندی جو قرارداد ہوا ہے اور کمی بہ معافی یکسالہ و دیگر معافیوں کے بعد جو آمدنی ہوئی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ جملہ رقبہ و رقم بموجب جمعبندی و سوائے جمعبندی خالصہ و جاگیر۔

روپیہ آنہ پائی
رقبہ (۰۹،۵۰۹،۲۸ ایکڑ ۳۳ء۰ گز) رقم (۹،۲۳،۸۷۶/۲/۴)

۲۔ منہائی رقوم مندرجہ ذیل۔

روپیہ آنہ پائی
۱۔ کمی و معافی یکسالہ (۶۰،۹۰۰/۷/۲/۱۰)
۲۔ وضع دو سالہ کامل تری ما قبل سیرابی نہر (۹۲۷،۲۰۸/۷/۱/۳)
۳۔ محاصل خشکی آراضیات جدید تری (۲۲۵،۷۶۳/۷/۲)
۴۔ معافیات انعامی (۸۳۹،۸۵/۹/۳) روپیہ آنہ پائی
۵۔ معاف شدہ رقوم سیندھی تری (۸۲۵/۸/۰)

جملہ منہائی ... (۸۰۶،۸۰،۱۵۱/۹/۹)

۳۔ تتمہ بعد منہائی مد رقوم سلسلہ (۸،۰۰۰،۴۳،۳۲/۱۲/۷)
۴۔ شمول آمدنی حسب آراضی آبپاشی نہر (۹۹،۷۶۱/۱۲/۳)
۵۔ جملہ خالص آمدنی۔ (۵۰۷،۱۲،۹۹/۶/۱۰)

ف۔ زیر نہر وسیع رقبہ جات تری کے لئے کھاد کی فراہمی کا مسئلہ نہایت اہم ہے تری کی کاشت اور اچھی پیداوار کا حصول کھاد کی فراوانی پر منحصر ہے نظام ساگر کے تحت تقریباً ساڑھے لاکھ ایکڑ آراضی تری مزروع کرنے کے لئے کھاد کی فراہمی کا انتظام سب سے زیادہ قابل توجہ ہے چنانچہ قیام کارخانہ کیمیکل کھاد سازی کا مسئلہ سررشتہ صنعت و حرفت میں ایک عرصہ تک زیر غور رہا لیکن مصارف کثیر اور موجودہ مالیاتی مشکلات کے مدنظر رو براہ نہ ہو سکا۔

قدیم دیسی کھادوں کی افزائش کے ساعی عمل میں لائے جا رہے ہیں اور اس کی افزائی کے تدابیر اختیار کئے جا رہے ہیں چنانچہ کاشت سن کے لئے مراعات خصوصی ابتداً منظور کئے گئے نباتاتی کھاد کی ترویج کے لئے سررشتہ جنگلات سے مختلف مقامات میں تخم کرنج کی فراہمی کا انتظام کر کے رعایا کو اپنے کھیتوں کے مینڈھوں اور قطعات غیر مقبوضہ آراضیات پر سوک وغیرہ میں تخم کرنج کی کاشت کی ترغیب و تشویق دلائی جا رہی ہے ہر ایک تعلقہ کے متعدد مواضع میں سررشتہ جنگلات کو زیر نہر کاشت اشجار سبز کھاد کے لئے سررشتہ مال سے رقبہ جات دئے گئے ہیں اور سررشتہ جنگلات سبز کھاد کے مراکز قائم کر کے رعایا کو نباتاتی کھاد اور تخم و پودے سپلائی کر رہے ہیں سال گزشتہ سے (۱۰۰،۰۰۰ روپیہ) کنال پلانٹیشن کے لئے سررشتہ جنگلات کے تفویض کئے گئے ہیں چنانچہ مختلف مقامات پر پلانٹیشن کا کام ختم ہو چکا ہے اور سال حال اس پر مزید وسعت دی جا رہی ہے کھاد کی کمیابی اور آراضیات میں مسلسل گہری آبپاشی کے ذریعہ دو فصلہ کاشت کے باعث زمین کی قوت نمو زائل نہ ہونے کے لئے ہر تیسرے یا چوتھے سال فصل آبی میں آراضیات افتادہ رکھ کر آرام دینے یا سن کی کاشت یا دیگر اشجار سبز کھاد کی کاشت کر کے دفن کرنے کی صورت میں پانی مفت دینے اور کوئی معاوضہ وصول نہ کرنے کی رعایت مرعی رکھی گئی ہے۔

ف۔ زیر نہر کثیر رقبہ خشکی متبدل بہ تری کرنے کے لئے کاشتکاران کی مالی امداد کے ذریعہ ہمت افزائی ضروری ہے چنانچہ مختلف زرعی ضروریات مثلاً خریدی مویشی، خریدی تخم۔ خریدی آلات کشاورزی۔ خریدی کھاد کے لئے سالانہ تین لاکھ بغرض تقسیم تقاوی سرکار سے منظور ہوئے ہیں گندیدگی زمین آبپاشی کے لئے بھی تقاوی دی جا رہی ہے ایسے منطقہ میں جہاں نہر سے آبی درو ہو جانے کے بعد ذرائع آبپاشی کو پر کر کے بند کر دیا گیا ہے وہاں گندیدگی باولیوں کے لئے تقسیم تقاوی کا انتظام کیا گیا ہے تاکہ مزارعین مسدودی نہر کے زمانہ میں باولیوں کے پانی سے امداد لے سکیں۔ خشکی آبپاشی کے فصول اور چارہ کی کاشت کر کے مستفید ہوں اور چار ماہی عرصہ بیکاری میں نہ گذاریں۔ سن ابتدائی ۱۳۴۱ف لغایت ۱۳۵۱ف سالانہ تقسیم شدہ تقاوی حسب ذیل ہے۔

۱۳۴۱ف (۲۳،۷۷۷ روپیہ)	۱۳۴۷ف (۵۰،۸۰۰ روپیہ)
۱۳۴۲ف (۵۸،۸۴۲ روپیہ)	۱۳۴۸ف (۹۰،۷۵۱ روپیہ)
۱۳۴۳ف (۵۹۹،۳۶ روپیہ)	۱۳۴۹ف (۲۰۰،۳۴ روپیہ)
۱۳۴۴ف (۷۱۵،۸۹ روپیہ)	۱۳۵۰ف (۵۵،۱۳۱ روپیہ)
۱۳۴۵ف (۲۲،۳۴۶ روپیہ)	۱۳۵۱ف (۱۱۴،۲۰ روپیہ)
۱۳۴۶ف (۳۵،۷۸۵ روپیہ)	جملہ رقم تقسیم شدہ (۲۲۵،۳۴۹ روپیہ)

جملہ رقم وصول شدہ (۹۲،۱۱۷ روپیہ)
باقی (۳۲،۱۰۸ روپیہ)

ف۔ نظام ساگر کے تحت حمل و نقل کے ذرائع کو کشادہ و وسیع تر بنانے کی جانب بھی خاص توجہ کی جا رہی ہے چنانچہ تعلقات زیر نہر میں متعدد سڑکوں کی تعمیر کا ایک اسکیم رقمی (دس لاکھ روپیہ) مرتب و پیش کیا گیا ہے بلحاظ پروگرام مرتبہ دس سال میں اس کی تکمیل ہو گی ہر سال تھوڑی تھوڑی رقم کی منظوری حاصل ہو رہی ہے اور تعمیر سڑکوں کا کام انجام پا رہا ہے ۱۳۵۱ف میں (دو لاکھ روپیہ) کی قسط منظور ہوئی ہے۔

ف۔ ضلع نظام آباد میں چند سال سے جنگلی کھجور کی کثرت ہو گئی ہے زیر نہر مواضع کے ذرائع آبپاشی سڑکوں کے متصل آبادیوں کے اطراف و اکناف خندقوں باولیوں شاخہائے نہروں کھیتوں میں جنگل پھیل گیا ہے اس کے انسداد کے لئے ۱۳۴۶ف سے مسلسل کوشش کی جا رہی ہے گذشتہ پانچ سال سے ضلع نظام آباد کے جملہ دفاتر و مدارس کو دو یوم بتاریخ ۲۹ و ۳۰ امرداد بہشت تعطیل عطا دی گئی ہے ان ایام میں جملہ عہدہ داران عمل و ملازمین سرکار از طریقہ رضاکارانہ خدمت برداشت کر کے ذاتی طور پر اتلاف جنگلی کھجور میں حصہ لیتے ہیں اور عوام کو بھی اس مہم کی شرکت میں آمادہ کیا جاتا ہے اس طریقہ سے ہر سال دو روزہ مہم میں سینکڑوں ٹن کھجور پانی سے نکال کر خشک ہونے کے بعد تلف کر دیا جاتا ہے۔ کھجور کی فراوانی اور جھاڑیات اور بڑے بڑے ذرائع آب سے دو یوم میں کھجور براری ناممکن ہونے کے باعث ہر سال رکھکنے کے (۵،۰۰۰ روپیہ) منظور ہوتے ہیں اور اس رقم سے مقررہ مہم کے بعد بھی کھجور براری کا کام اجرت پر مزدوروں کے ذریعہ انجام دیا جاتا ہے لیکن یہ رقم ناکافی ہونے سے سال گذشتہ (۵،۰۰۰ روپیہ) دیوانی سے منظور ہوئے ہیں اضافہ شدہ رقم سے سال تمام

تخم ریزی کا کام انجام پائے گا۔ اس قسم کے صرف سے متعلق ایک طریقہ عمل مرتب کیا گیا ہے اور مراکز قائم کئے گئے ہیں اور ہر ایک مرکز پر چند مختلف مواضعات کے تحت اتلاف ننگر کا کام جاری کر دیا گیا ہے چند سال مسلسل اس طرح یہ کام ہوتا رہا تو توقع ہے کہ اس ننگر کا قلع قمع ہو جائیگا۔

ف۔ نظام ساگر کے تحت ازدیاد کاشت رقبہ تری کے باعث مضبوط اور اچھے مویشی کی فراہمی کا انتظام از بس ضروری ہے۔ سررشتہ علاج حیوانات اس جانب متوجہ ہے سنہ ۱۳۴۹ ف میں ناظم صاحب علاج حیوانات نے یہ اسکیم پیش کی تھی کہ ہر سال (۵۰) زگاؤ کی تعیناتی نظام ساگر کے رقبوں میں کی جائے گی لیکن ان کے خوراکی کے مصارف (۱۰ روپیہ) ماہانہ فی زگاؤ کے حساب سے زگشتند سے بہا کئے جانا چاہیئے چنانچہ بعید زگشتند کار ... روپیہ ہو کر بطور گنجائش سررشتہ (۲،۴۰۰ روپیہ) سالانہ کی منظوری ہوئی ہے لیکن یہ رقم ناکافی ہونے سے اضافہ رقم کے بارہ میں ارباب صدارت سے مراسلت ہو رہی ہے زگاؤان کی تعیناتی سے عمدہ نسل کے جانوروں کی تولید کا سلسلہ شروع ہوا ہے اور تدریجاً نسلی ترقی کے امکانات پیدا ہو رہے ہیں سال گذشتہ قیام مویشی خانہ کے لئے (۱۰،۰۰۰ روپیہ) تقاوی منظورہ ایصال ہو چکی ہے۔ سال حال اس مویشی خانہ کا عمل بعد منجانب تقاوی گیرندہ آغاز کیا گیا ہے مستقبل قریب میں اس ادارہ سے قوی تر جانور جو زراعتی اغراض کے لئے مفید و کار آمد ثابت ہو سکیں گے فراہم ہو کر کاشتکاران کو مل سکیں گے اور ترقی کاشت تری میں ممد و معاون ثابت ہوں گے۔

ف۔ تحت نظام ساگر کاشت دھان و نیشکر کے علاوہ قیمتی پیداواروں کو رواج دینے کے مساعی عمل میں لائے جا رہے ہیں لیکن اس کے لئے سرمایہ دار اور شوقین اشخاص کی ضرورت ہے عام کاشتکار غیر معمولی رقم صرف کر سکتے ہیں اور نہ حصول پیداوار کے لئے زیادہ عرصہ تک منتظر رہ سکتے ہیں اس لئے کاشت میوہ جات و ترکاریات کے لئے چند ذی استطاعت و دلچسپی رکھنے والے افراد نے ایک انجمن قائم کر کے گورنمنٹ سے درخواست کرنے پر تعلقہ بودھن میں ایک صد ایکر آراضی خشکی بلا نیلام قواعد نظام ساگر کے مراعات کے تحت دیدی گئی ہے اور کام شروع ہو چکا ہے تین چار سال کے عرصہ میں اس انجمن کے مساعی کے نتائج ظاہر ہو سکیں گے۔ اس کی کامیابی سے دیگر متمول اشخاص کو اس نوعیت کے ادارہ جات کھولنے کی ترغیب و تحریص پیدا ہو گی۔

ف۔ نظام ساگر کے تحت گہری آبپاشی کے ذریعہ کاشت دھان و نیشکر حصول و نیشکر رسالی کے باعث ذخیرہ دوازدہ ماہی آبیاری ہوتی ہے مسلسل روانی آب سے اکثر موضع مواضعات میں آب زدگی سے متعدد رقبہ دلدل و کیچڑ کی صورت میں ناقابل کاشت تری ہو گیا ہے ایسے اراضیات کو قابل کاشت تری بنانے کے لئے چھ سالہ مراعات دھارہ کا اعلان کیا گیا ہے۔ پہلے چار سال صرف دھارہ خشکی لیا جائے گا بعد ساڑھے میں ربع و نصف دھارہ تری لیا جائے گا علاوہ ازیں مذکورہ بالا نقائص کو رفع کرنے کے لئے سررشتہ آبپاشی کو (۲۰،۰۰۰ روپیہ) کی رقم تفویض کی گئی ہے سررشتہ مذکور نالیوں کی تعمیر سے اخراج آب زدگی کا کام آغاز کر دیا ہے

ف۔ کارخانہ شکر سازی بودھن ممالک محروسہ میں اپنی قسم کا واحد کارخانہ ہے اور اس کی پیداوار سے ہماری ضروریات کے (۹۰ فیصد) کی تکمیل ہو سکتی ہے۔ اس کارخانہ کو قائم کرنے اور اس سے ملحق وسیع مزروعے قائم کرنے کے انتظام کے لئے ابتداءً (۵۰ لاکھ روپیہ) کا سرمایہ تجویز کیا گیا جس میں سے (۳۵ لاکھ روپیہ) حصص فروخت کر کے جمع کئے گئے اور باقی ماندہ رقم حکومت سرکار عالی سے (۴ فیصد) شرح پر قرض لی گئی کارخانہ کا قیام سنہ ۱۳۴۶ ف میں عمل میں آیا۔ من ابتدائے ۱۳۴۷ لغایت ۱۳۵۰ ف اعداد ذیل قابل ملاحظہ ہیں۔

۱۔ کاشت شدہ رقبہ نیشکر کارخانہ شکر سازی۔

۱۳۴۷ ف	۱۳۴۸ ف	۱۳۴۹ ف	۱۳۵۰ ف
۱،۴۱۹ ایکر	۳،۳۹۱ ایکر	۸،۹۹۳ ایکر	۲،۹۱۱ ایکر

۲۔ کاشت شدہ رقبہ نیشکر رعایا۔

۱۳۴۷ ف	۱۳۴۸ ف	۱۳۴۹ ف	۱۳۵۰ ف
۱،۴۰۰ ایکر	۴،۵۱۵ ایکر	۱،۸۵۰ ایکر	۶،۳۱۱ ایکر
جملہ ۲،۸۱۹ ایکر	۷،۹۰۶ ایکر	۱۰،۸۴۳ ایکر	۹،۲۲۲ ایکر

۳۔ رقم تقاوی ایصال شدہ رعایا برائے کاشت نیشکر۔

۱۳۴۷ ف	۱۳۴۸ ف
۴،۹۳،۷۰۱ روپیہ	۴،۸۸،۴۲۱ روپیہ

۱۳۴۹ ف	۱۳۵۰ ف
۳،۵۸،۳۷۳ روپیہ	۳،۰۱،۳۷۳ روپیہ

۴۔ کارخانہ سے رعایا کو قیمت نیشکر ادا شدہ۔

۱۳۴۷ ف	۱۳۴۸ ف
۹،۲۶،۳۳۴ روپیہ	۲۰،۹۵،۵۰۷ روپیہ

۱۳۴۹ ف	۱۳۵۰ ف
۱۷،۶۶،۱۳۸ روپیہ	۱۳،۹۰،۵۸۵ روپیہ

ہندوستان کے دوسرے کارخانوں کے برعکس بودھن کے کارخانے نے کاشتکاروں کے پاس سے کارخانے تک نیشکر لے جانے کا بھی انتظام کیا ہے اور اس کے اخراجات کارخانہ ہی برداشت کرتا ہے اس کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ منتخب کردہ مواضعات میں کارخانے کی جانب سے گودام قائم کروائے گئے ہیں اور ہر گودام سے تعلق رکھنے والے مواضعات کے کاشتکار متعلقہ گودام میں نیشکر جمع کر دیتے ہیں ان گوداموں سے سرکاری اور کارخانہ کی ریلوں و لاریوں کے ذریعہ نیشکر کو کارخانہ تک پہنچانے کا انتظام کیا گیا ہے۔

کارخانہ میں روزانہ ۲۴ گھنٹہ (ایک ہزار ٹن) سے (بارہ ہزار ٹن) تک نیشکر پلنے کی گنجائش رکھی گئی ہے لیکن ممالک محروسہ میں نیشکر کی زیادہ نرم اقسام کاشت ہونے کی وجہ سے روزانہ (۵۰۰ تا ۶۰۰ ٹن) تک نیشکر پلنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی اوسطاً نیشکر پلنے کا زمانہ (۱۵۰) دن تک رہتا ہے اور اس مدت میں (۳۰،۰۰۰ ٹن) شکر تیار ہوتی ہے۔

ف۔ مخزن آب نظام ساگر کی تعمیر کو تو زیر عملی کے جس امکان کے مد نظر منظور رکھا گیا تھا اس سے توقع آمدنی کے حاصل ہونے کی ذمہ داری کسی ایک سررشتہ پر عائد نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ ہر ایک سررشتہ سے ترقی کی جد و جہد نہ کی جائے۔ اور پراجکٹ کو کامیاب بنانے میں جو رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں ان کو ہٹایا نہ جائے متوقع نتائج برآمد نہیں ہو سکتے سنہ ۱۳۵۰ ف میں دو مجالس کی تشکیل عمل میں لائی گئی ایک مجلس بنام مشاورتی مجلس ترقیات نظام ساگر جس کے صدر نشین جناب صوبہ دار صاحب میدک و معتمد اول تعلقدار صاحب ضلع نظام آباد و اراکین عہدہ داران آبپاشی و زراعت ہیں دوسری مجلس بنام مرکزی مجلس ترقیات نظام ساگر ہے اس مجلس کے صدر نشین جناب صدر المہام بہادر مال اور اراکین معزز و روسائے صیغہ جات فینانس۔ آبپاشی تعمیرات۔ صنعت و حرفت۔ زراعت ہیں مرکزی مجلس کے زیر اقتدار (۵ لاکھ روپیہ) کی گنجائش بھی فراہم کی گئی ہے۔

اول الذکر مجلس مشاورتی کے تجاویز متعلقہ منظوری رقوم و اسکیم ڈیولپمنٹ مرکزی مجلس میں پیش و تصفیہ پاتے ہیں اور صدارت عظمیٰ سے حصول منظوری کے بعد ان کو نفاذ عمل میں آتا ہے ان مجالس کے قیام اور سرمایہ کی فراہمی سے ہمہ جہتی ترقی کی راہ کشادہ ہو گئی ہے مستقبل امید افزا ہے۔

سنہ ۱۳۵۰ ف میں مرکزی مجلس نے جن کاموں کے لئے ڈیولپمنٹ فنڈ سے رقوم منظور کئے گئے وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ تعمیر شوارع تحت نظام ساگر (۲۰،۰۰۰ روپیہ)
۲۔ قرضہ برائے تعمیر امکنہ آبادکاران (۴۰،۰۰۰ روپیہ)
۳۔ تعمیر راستہ جات دیہی (۳۰،۰۰۰ روپیہ)
۴۔ اتلاف جنگلی ننگر (۱۵،۰۰۰ روپیہ)
۵۔ کاشت اشجار سبز کھاد و متفرق تجربات (۱۰،۰۰۰ روپیہ)
۶۔ اشاعت کار برائے ڈیولپمنٹ نظام ساگر (۱۰،۰۰۰ روپیہ)
۷۔ اسکیم کار ہائے تحقیقات زرعی (۱۵،۰۰۰ روپیہ)
۸۔ اسکیم بیورو فلاک (۳۲،۰۰۰ روپیہ)
۹۔ گڑھے بھرائی و اخراج آب مزروعات آب تری (۲۰،۰۰۰ روپیہ)

سال حال ڈیولپمنٹ فنڈ کی گنجائش معینہ سے سررشتہ وار رقوم کی تقسیم نہیں ہوئی ہے عنقریب اس کی تقسیم عمل میں آئے گی اور آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا ہر سررشتہ سے منظورہ رقوم کے مطابق جو کام انجام دئے جائیں گے ان کے نتائج پراجکٹ کی کامیابی کے ضامن ہوں گے۔

ف۔ نظام ساگر کے تحتی مواضعات میں ملیریا کی کثرت سے جو خطرات پیدا ہوئے تھے ان کا جلد اور بروقت سدباب کرنے کی جانب فوری توجہ کی گئی ہے سررشتہ طبابت و حفظان صحت کا پیش کردہ اسکیم جو (۶۲،۴۰۰ روپیہ) متوالی اور (۴۰،۱۱۰ روپیہ) غیر متوالی اخراجات پر مشتمل ہے منظور ہو کر عملی کام شروع ہو چکا ہے پورے ضلع کا سروے کیا جا رہا ہے جو مقامات ملیریا سے متاثر ہو چکے تھے وہاں کے مبتلا شدہ مریضوں کا علاج کرنے کے علاوہ مستقل طور پر ملیریا کے اثرات زائل کرنے کے مساعی عمل میں لائے جا رہے ہیں مچھروں کے اتلاف کے ماسوا آئندہ ملیریا پیدا کرنے والے مچھروں کی تولید اور نشو و نما پانے کے جو مواقع ہیں ان کا ازالہ

سے ذریعہ تعمیر اور پاک وصاف کیا جا رہا ہے سررشتہ صفائی سے ایک طرف قطعی طور پر انسداد ملیریا کا کام انجام دیا جا رہا ہے دوسری طرف سررشتہ مال و آبپاشی ب ذیل امور کے انصرام کی طرف متوجہ ہے۔

۱۔ تعمیرات کے کوپ اور تیاری شاہراہ کے ضمن میں جو گڑھے پیدا ہو گئے ہیں ان سے پانی کا اخراج اور گڑھوں کو پر کرنے کا انتظام

۲۔ مواضعات میں جو گڑھے بوجہ تعمیر مکانات و تیاری اینٹ پیدا ہو گئے ہیں و کھنڈ سے ان کے اخراج آب و پر کروئے جانے کا انتظام۔

۳۔ جو ذرائع آبپاشی دقیہ و وادی سیرابی میں فرش ملیریا کا باعث بن گئے ہیں ان کی تنگی۔

۴۔ جو رقبہ جات بہت زیادہ آب زدہ ہو گئے ہیں جس سے ملیریا کی پیدائش یا اشاعت ہوتی ہو فوری دفع آب زدگی کا اہتمام۔

۵۔ جن آبادیوں کے اطراف و اکناف تری کے رقبہ جات متصل ہو گئے ہیں ان کو (۳۰۰ فٹ) تک بنا کر بجائے تری کے خشکی کاشت کا انتظام۔

مندرجہ بالا امور کی تکمیل کے بعد ملیریا کا انسداد مستقل طور پر ہو جائے گا اور نظام ساگر کے تحت بعض مواضع جو ملیریائی مقدمات کے نام سے موسوم ہوں گے ہیں وہ بلاشبہ ملیریا سے منزہ ہو جائیں گے۔ نقطہ

برطانوی فوجیں برما میں داخل ہو گئیں

بقیہ سلسلہ صفحہ (۵)

لے جانے والے ایک متوسط درجہ کے جہاز دو متوسط درجہ کے بار بردار جہاز اور ایک بحری کشتی ڈبو کر غرق کیا۔ اسی اثنا میں جزائر سلیمان میں امریکی ہوائیے دوبارہ جزیرہ نیو جارجیا میں منڈا کے جاپانی پروازگاہ پر حملہ کیا جو گاؤڈل کینز کے شمال مغرب میں واقع ہے۔

تونگو پر حملہ

نئی دہلی ۲۰ دسمبر۔ ہندوستانی کمان کے ایک مشترکہ جنگی اعلامیہ میں بیان کیا گیا ہے کہ ہم دشمن کی مزاحمت کے بغیر اور آگے جنوب کی طرف بڑھ گئے۔

کل ان علاقوں میں ہمارے جنگی طیاروں نے تعاون کیا۔ اور دریائے میو اور آکیاب کے قریب میں جارحانہ جھڑپیں کیں۔ ایسی ان جھڑپوں کے دوران میں انھوں نے دشمن کی مقبوضہ عمارتوں کو مار اڑایا۔ گزشتہ شب ہمارے بمبار طیاروں کی ایک جماعت نے تونگو کی پروازگاہ پر حملہ کیا۔ تمام بم ٹھیک نشانوں پر گرے۔ ریلوے اور پرواز گاہوں پر بم کے دھماکے دیکھے گئے۔ ان تمام حملوں سے ہمارے طیارے صحیح سلامت لوٹے۔

غیر جماعتی کانفرنس

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱)

راجہ جی کا اشارہ

اسی طرح ہم اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ عارضی حل جس کا دوپہر ذکر کیا گیا ہے اس میں مسٹر جناح کو مطمئن کرنے کا ایک اشارہ ضرور ہوگا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مسٹر جناح اس سے کس قدر مطمئن ہوتے ہیں اور اس پر کس قدر توجہ کرتے ہیں۔ مسٹر راجگوپال اچاری نے اس حل کی طرف ایک اشارہ کیا ہے۔ الہ آباد کی کانفرنس کے دوسرے روز راجہ جی نے اپنی ایک تقریر میں اپیل کی کہ لوگ نعروں سے متاثر نہ ہوں۔ انھوں نے کہا کہ:۔

> یہ خیال کرو کہ پنجاب کو کسی بدیسی طاقت کے حوالے کر دینے کی تجویز ہے۔ مطالبہ صرف اس قدر ہے کہ اپنے متصل علاقوں میں جہاں مسلمان اکثریت میں ہوں انھیں مرکزی ہندو اکثریت میں ضم نہ کر دیا جائے۔

اس مطالبہ کا منشا سارے پنجاب یا بنگال کی علحدگی نہیں ہے بلکہ ان علاقوں کے لئے علحدہ خود مختاری چاہی جا رہی ہے جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ اس بیان میں متصل علاقوں پر زور دیا گیا ہے۔ اشارہ یہ ہے کہ اس عارضی حل میں مسلمانوں کی علحدہ خود مختار مملکتوں کی بنیاد پر سرحدوں کی از سر نو تقسیم بھی شامل ہے۔

اپنے ایک دلچسپ مضمون میں جو سول اینڈ ملٹری گزٹ میں شائع ہوا ہے مسٹر کے۔ ایم۔ منشی کہتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر جناح نے ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی سے گفتگو کے وقت اس تقسیم کو قبول کرنے پر رضامندی ظاہر کی تھی یعنی مغربی پنجاب پاکستان کے لئے اور مشرقی پنجاب ہندوستان کے لئے لیکن اب وہ اپنی رائے بدل چکے ہیں۔

مسٹر جناح کو اپنے اس انکار کے باوجود اپنی رائے پھر بدلنی پڑے گی۔ اس کی وجہ ہم نے ان کالموں میں گزشتہ ہفتہ ظاہر کر دی تھی یعنی یہ جیسے امکان کہ حکومت برطانیہ پاکستان کی نسبت گرمجوشی ظاہر نہ کرے۔

اس خیال سے کہ مسٹر جناح کہیں اپنی ضد پر قائم نہ رہیں مسٹر راجگوپال اچاری نے متنبہ کیا ہے کہ اگر مسٹر جناح یہ موقع کھو دیں گے تو پھر ہندو یا غیر ملکی عناصر کسی قسم کے پاکستان پر رضامند نہ ہوں گے۔ وہ استدلال کرتے ہیں کہ خطہ جات کی علحدگی کا تصور صرف ایک آزاد ملک ہی کر سکتا ہے اگر قومی حکومت ابھی اور اسی وقت قائم نہ ہو تو ہندوستان کی آزادی خارج از بحث ہے اور قومی حکومت کا قیام اسی وقت ممکن ہے جبکہ مسٹر جناح مذکورہ بالا بنیاد پر اتحاد کے فارمولا کو قبول کر لیں۔ (کنڈیڈ پی۔ ٹائمز آف انڈیا)

مجلس اتحاد المسلمین کی قراردادیں

(۱) یہ اجلاس اپنی انھیں سابقہ قرارداد کا اعادہ کرتا ہے کہ مجلس وزراء میں کسی وزیر کی مدت (۵) سال سے زیادہ نہ ہونا چاہئے اور حکومت سے گزارش کرتا ہے کہ جن وزراء کی مدت (۵) سال سے زیادہ ہو چکی ہو ان کو ترجیح نہ دی جائے اور ان کی جگہ پر ملک کے ایسے قابل اور صلاحیت رکھنے والے فرزندوں کا تقرر کیا جائے جو ملک کا درد اور اس کی ترقی کے لئے تڑپ رکھتے ہوں۔ اور جس سے کہ اہل ملک کا اعتماد حاصل ہو۔

(۲) مرکزی مجلس کا یہ جلسہ اس امر کو شدت سے محسوس کرتا ہے کہ مسلمانوں میں وہ جذبہ نہیں پایا جاتا جس کے قرون اولیٰ کے مسلمان حامل تھے یہ صورت اس لئے ہے کہ جب تک مسلمان بچے شروع ہی سے اسلامی فضا میں تربیت نہیں پائیں گے اور ان کے دل و دماغ میں دین اسلام اور اس کے اصول سرایت نہ کر جائیں گے اس وقت تک وہ ملت اسلامیہ کے سچے فرزند نہیں ثابت ہو سکیں گے پس یہ جلسہ عام مسلمانان مملکت آصفیہ حیدرآباد دکن کو اس فریضہ کی طرف متوجہ کرتا ہے اور ہدایت دیتا ہے کہ وہ اپنی اس اہم ضرورت کی تکمیل کے لئے اپنے اپنے اضلاع و تعلقہ میں اپنی متعلقہ مجالس کے ذریعہ جہاں ان کے حالات اجازت دیں دار الاقامہ جات کے قیام سے اس اہم ضرورت کی حسب استطاعت تکمیل کرنے کی طرف رجوع ہو جائیں اور مستقر حیدرآباد میں ایک دار الاقامہ کا مسلم طلباء کے لئے مرکزی مجلس بعجلت ممکنہ انتظام کرے۔

(۳) ملک میں اکولات کی کمی اور اشیاء مایحتاج کی گرانی کی وجہ سے جو نازک صورت حال پیدا ہو گئی ہے اس کو یہ جلسہ انتہائی تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اس جلسہ کی یہ غور کردہ رائے ہے کہ اشیاء کی برآمد پر اب تک جس قسم کی نگرانی محکمہ متعلقہ کی جانب سے کی جاتی رہی ہے وہ قطعاً تشفی بخش نہیں ہے اور اشیاء مایحتاج کی تقسیم کا انتظام بھی اچھا نہیں ہے ان حالات میں یہ جلسہ حکومت سرکار عالی سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ حسب ذیل موثر تدابیر کو بلا تاخیر اختیار کرے گی۔

(۱) نگرانی برآمد و قیمت اشیاء کے لئے بلا توقف ایک نمائندہ بورڈ بنائے جس میں عوام کی موثر نمائندگی ہو۔

(۲) ملک میں خفیہ ذخائر اکولات کا پتہ چلانے کے لئے زیادہ بہتر اور سخت انتظامات کئے جائیں۔

(۳) اشیاء مایحتاج کی فروخت کا انتظام مقررہ قیمتوں کے اندر سرکار عالی دوکانات کے ساتھ ساتھ آزاد تجارت کے ذریعہ کیا جائے اور ملک کے تاجر طبقہ کے جائز مطالبات اور ان کی مشکلات کو پیش نظر رکھا جائے اور ان کو ناجائز طریقہ حصول

منفعت سے یہ تشدد روکا جائے۔

(۴) ملک میں وسیع پیمانہ پر امداد باہمی کے اصول پر اشیاء احتیاج کے ذخائر قائم کئے جائیں تاکہ ناجائز نفع اندوزی اور سٹہ بازی کا انسداد ہو سکے۔

(۵) اضلاع کی کمیٹیوں میں جو بموجب فقرہ اول تشکیل پائیں، مجلس کے ذمہ دار اصحاب کو شرکت کا کافی موقع دیا جائے اور ان کمیٹیوں کی سفارشات کا عہدہ داران ضلع کو پابند کیا جائے۔

(۶) بلدہ کی مرکزی کمیٹی میں بلدہ کے اور اضلاع کے کارکنوں کی تعداد بڑھائی جائے۔

(۷) جانوروں کے چارے اور بھوسے پر بھی موثر نگرانی کی جائے۔

(۸) جوار کی برآمد اس وقت تک بالکل موقوف کردی جائے جب تک کہ آئندہ فصل ربیع اور پوشیدہ اور مخفی ذخائر کا صحیح محاسبہ اسٹاک نہ کر لیا جائے۔

(۹) بغرض حفظ ماتقدم اس سال کی فصل ربیع کو ذخیرہ یا مخفی کئے جانے اور ناجائز طریقہ پر برآمد کئے جانے سے روکنے کے لئے حکومت سرکار عالی ایسے فوری موثر تدابیر اختیار کرے جو اہالیان ملک

بہ سلطنت کر سکیں۔

(۱۰) خفیہ ذخائر کی برآمدگی سی۔ آئی۔ ڈی کے ذریعہ کرائی جائے اور خفیہ فروشی کا انسداد بھی کرایا جائے۔

دیوار میں پوشیدہ گیسولین

سیوا کے نخلستان میں متحدین کے ساتھ عربوں کی ہمدردی

نیویارک۔ بذریعہ ہوائی ڈاک۔ قاہرہ سے نیویارک ٹائمز کے مراسلہ نگار نے لکھا ہے کہ جس وقت رومل نے افغانیوں کی طرف بڑھتے ہوئے سیوا کے نخلستان پر قبضہ کرلیا تھا اطالوی فوجیوں نے ایک عرب سردار شیخ علی سنوسی سے برطانوی گیسولین کے پوشیدہ خزانہ کی بابت دریافت کیا مگر شیخ نے پتہ بتانے سے انکار کردیا۔

اطالویوں نے شیخ علی کو گرفتار کرلیا مگر انہوں نے مصری لیبیائی سرحد پر برطانیہ کا قبضہ ہونے تک یہ راز چھپائے رکھا۔ سنوسی عربوں نے بیان کیا ہے کہ ان میں اکثر اطالوی فوجی بالکل کم عمر تھے اور نخلستان میں چند ہی جرمن ٹھیرے رہے۔

حال ہی میں جب دوبارہ برطانوی سیوا میں داخل ہوئے تو شاہی ہوائی فوج کے ایک سارجنٹ نے گیسولین طلب کی۔ شیخ علی نے اسے ایک مٹی کی دیوار تک لے جاکر ایک عرب کو حکم دیا کہ وہ دیوار توڑنا شروع کرے۔ فوراً ہی دیوار میں ایک لکڑی کا دروازہ نظر آیا۔ شیخ نے سارجنٹ کو کنجی دی جس سے دروازہ کا قفل کھولا گیا اس طرح ۴۴ گیلن گیسولین والے ۵ پیپے دیواروں سے باہر نکالے گئے۔



احمد حسینی پیار دیار پریس میں طبع ہو کر دفتر ملکت ساحہ توپ سے شائع ہوا۔